Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا اله الا الله محمد رسول الله

بسم الله الرحمن الرحيم ۔ نحمده ونصلي على رسوله الكريم

هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله

عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

(یعنی)

ریویو آف ریلیجنز اردو رسالہ

ایڈیٹر ۔ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

نمبر ۴ | اپریل سنہ ۱۹۲۴ء مطابق شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۲ھ | جلد ۲۳

فہرست مضامین

کمالات احمدیہ
بجواب
شہادات ثنویہ

ابو الثناء
مولانا خواجہ جلال الدین صاحب شمس سیکھوانی
مولوی فاضل

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم — وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ — أعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

وَيُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَمَا أُنْذِرُوا هُزُوًا ۝ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ إِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا وَإِنْ تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ فَلَنْ يَهْتَدُوا إِذًا أَبَدًا ۝ وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ بَلْ لَهُمْ مَوْعِدٌ لَنْ يَجِدُوا مِنْ دُونِهِ مَوْئِلًا

عرض حال

برادر عزیز القدر خواجہ شمس فاضل سیکھوانی انسداد ارتداد ملکانہ میں حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ مصروف ہیں۔ وہاں سے آپ دو چار روز کے لئے دارالامان تشریف لائے تو مجھ سے ذکر کیا۔ مولوی ثناء اللہ کے رسالہ شہادات مرزا کا ایک دوست نے ریل میں ذکر کیا تھا اگر آپکے پاس ہو تو مجھے دیدیں میں اس کا جواب لکھونگا۔ میں نے کہا یہاں قادیان میں کسی کے پاس نہیں نہ مؤلف نے بھیجا ہے۔ خواجہ شمس نے کہا۔ اچھا اگر مجھے مل گیا اور ذرا بھی فرصت پائی تو آپ کو جواب لکھ کر بھیجدونگا۔ چنانچہ برادر موصوف نے ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء مجھے مسودہ جواب پہنچادیا۔ جن لوگوں کو ذاتی طور پر خواجہ شمس کی مصروفیت کا علم ہے کہ دن رات وہ سفر اور بے اطمینانی بے سروسامانی کی حالت میں رہتے ہیں۔ وہ خوب سمجھ سکتے ہیں کہ کس قدر تائید ربانی میرے فاضل دوست کے شامل حال تھی۔ نہ اپنے وقت پر اختیار رکھتے ہیں کیونکہ جس وقت حکم ہو۔ اور جہاں بھی حکم ہو۔ فوراً ان کو اکثر پیادہ چل کر پہنچنا پڑتا ہے پھر پاس کتاب کوئی نہیں نہ رکھ سکتے ہیں۔ ایسی حالت میں سلسلہ احمدیہ کے پرانے دشمن کے مایہ ناز سرمایۂ عمر گذشتہ اعتراضات کا اس خوبی سے قلع قمع کرنا۔ خراج تحسین لئے بغیر نہیں چھوڑتا جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ میرا ارادہ تھا۔ کہ ماہ مارچ کے رسالہ میں یہ جواب نکال دوں۔ مگر مذہبی کانفرنس لاہور کا مضمون مقصد مذہب مل گیا اس کی اشاعت کو میں نے مقدم کیا۔ اور اب اس رسالے میں یہ جواب شائع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو ایک جہان کے لئے ہدایت کا موجب بنائے۔ اللّٰھم آمین ؛

اکمل قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

کمالاتِ مرزا

بجواب

شہادات مرزا

مولوی ثناءاللہ صاحب آخر میں حمامۃ البشریٰ سے حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ نقل کرکے ایک نوٹ لکھتے ہیں:۔

قولہ:۔ "ہم امت محمدیہ (مرزائیہ) مرزا صاحب کے دعوے مسیحیت موعودہ کے اثبات سے عاجز ہوکر کبھی وفات عیسیٰ پر بحث کرنے لگ جاتے ہیں۔۔۔۔ اس لئے فریقین (محمدی اور احمدی) با انصاف سے امید ہے۔ کہ مرزا صاحب کے اس بیان کو غور سے پڑھکر ہمیشہ اسی دعویٰ (مسیحیت موعودہ) پر مدار بحث رکھا کریں گے۔" (شہادات مرزا صفحہ)

اقول:۔ مذکورہ بالا نوٹ لکھنے سے مولوی صاحب کی غرض یہ ہے۔ کہ حیات و وفات مسیح ناصری پر مباحثات کو بالکل بند کیا جائے اور اس کی اصل وجہ یہ ہے۔ کہ حیات مسیح پر قرآن مجید و احادیث میں کوئی دلیل نہیں پائی جاتی۔ اسی لئے مولوی صاحب ہمیشہ حیات مسیح پر مباحثہ کرنے سے جی چرایا کرتے ہیں۔

مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جس عبارت سے استدلال کیا ہے۔ اس سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ وفات و حیات مسیح پر بحث نہ کی جائے۔ بلکہ اس عبارت کا صرف اتنا مطلب ہے کہ باوجودیکہ مجھے عیسیٰ وغیرہ کرکے پکارا گیا تھا۔ مگر میں نے یہ خیال نہ کیا کہ میں ہی مسیح موعود ہوں۔ بلکہ یہی خیال کرتا رہا کہ مسیح تو آئیگا۔ اس عقیدہ کی وجہ کیا تھی۔ وہ یہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اور وہی مسیح موعود ہوکر آئینگے پس آپ کے مسیح موعود ہونیکے دعویٰ کی بنیاد مسئلہ حیات و وفات مسیح ہے۔ براہین احمدیہ میں آپ کو عیسیٰ وغیرہ ناموں سے یاد کیا گیا تھا مگر پھر بھی آپ اپنے آپکو مسیح موعود نہیں خیال کرتے تھے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ کو زندہ سمجھتے تھے جیسا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی سلسلہ حیات کے مولویوں محمد و احمد و عبدالعزیز اور عبداللہ کے اعتراض پر کہ یہ شخص اپنا نام عیسیٰ رکھتا ہے۔ اور عیسیٰ کی نسبت جس قدر پیشگوئیاں ہیں۔ وہ سب اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔ براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے یہی جواب دیا تھا کہ یہ اعتراض فضول ہے۔ کیونکہ اسی براہین میں حضرت عیسیٰؑ کی آمد ثانی کا اقرار بھی تو موجود ہے پس قوم نے اسی وقت جھگڑا کیا جبکہ آپ نے حضرت عیسیٰ کی وفات کا اعلان اور اپنا مسیح موعود ہونا ظاہر کیا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"اے نادانو! اپنی عاقبت کیوں خراب کرتے ہو۔ اس اقرار میں کہاں لکھا ہے کہ میں خدا کی وحی سے بیان کرتا ہوں۔ اور مجھے

کہ اس کا دعویٰ ہے۔ کہ میں عالم الغیب ہوں۔ جب تک مجھے خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہو گیا ہے تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔" (اعجاز احمدی صفحہ ۶)

پھر مولوی صاحب نے جس عبارت کو نقل کیا ہے۔ اس سے تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود کے دعویٰ کی وجہ سے میری قوم مجھ سے جلا کرتی ہے مگر حضرت مسیح موعود نے مناظرہ کا طریق کیا پیش کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"واضح ہو کہ اختلافی مسئلہ جس پر میں بحث کرنا چاہتا ہوں صرف یہی ہے کہ یہ دعویٰ جو حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں میرے نزدیک ثبوت نہیں ہے...... اور میں اس وقت اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ اگر حضرت مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب حیات مسیح علیہ السلام کی آیات صریحۃ الدلالت اور احادیث صحیحہ مرفوعہ متصلہ سے ثابت کریں۔ تو میں دوسرے دعویٰ مسیح موعود ہونے سے خود دست بردار ہو جاؤنگا۔ اور مولوی صاحب کے سامنے توبہ کرونگا۔ بلکہ اس مضمون کی تمام کتابیں جلا دونگا۔" (تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۴۲-۴۳)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے مسیحیت پر بحث کرنے سے پہلے حیات و وفات مسیح ناصری پر بحث کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس سے بحث کا جلد خاتمہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اگر حضرت مسیح ناصری کی حیات ثابت ہو جائے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ پر بحث کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں:-

"یاد رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفین کے صدق و کذب آزمانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام حقیقت میں زندہ ہیں۔ تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہیں۔ اور اگر وہ درحقیقت قرآن کی رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں۔ اب قرآن درمیان میں ہے اس کو سوچو۔" (تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ ۱۲۲)

پس مدعی نے جس طریق پر اپنے دعویٰ کا ثبوت پیش کیا ہے۔ اور جس طریق سے ماننے والوں نے اسکے دعویٰ کو قبول کیا ہے۔ وہ اسی طریق سے مخالف کے سامنے مدعی کے دعویٰ کو پیش کرینگے۔ اور وہی طریق فریق مخالف کو اختیار کرنا پڑیگا۔

باب اوّل متعلق احادیث

پہلی شہادت قولہ: یہ حدیث بتا صاحب بتانے کیلئے کسی شرح کی محتاج نہیں۔ صاف الفاظ میں حضرت عیسیٰ موعود کو منصف حاکم یعنی بادشاہ قرار دیا ہے۔ اور مرزا صاحب کو یہ وصف حاصل نہ تھا۔

اقول:- حکماً کے لفظ سے دنیاوی حاکم یعنی بادشاہ مراد لینا کئی وجوہ سے غلط ہے۔

پہلی وجہ:- صحیح بخاری کی حدیث یضع الحرب کے خلاف ہے کیونکہ حاکم اور بادشاہ تو لڑائیوں اور جنگوں کو چاہتا ہے۔ اور حدیث یضع الحرب اسکے خلاف ہے۔ پس حکماً سے مراد دنیاوی بادشاہ نہیں ہے۔

دوسری وجہ:- مسیح موعود کی بعثت کی غرض جو قرآن مجید و احادیث میں بتائی گئی ہے۔ وہ دین اسلام کو دوسرے ادیان پر غالب کر کے دکھانا ہے۔ اگر یہ غلبہ تلوار کے ذریعہ سے مراد لیا جائے۔ تو درست نہیں۔ کیونکہ یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ بالمقابل قوم میں تلوار کے ذریعہ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام کو نابود کرنا چاہیں۔ ورنہ ابتداءً دین کے لئے قتال کرنا جائز نہیں ہے۔ دوسرے مسیح کی قلیل عمر میں جو بعض احادیث کی رو سے صرف سات سال ثابت ہوتی ہے (دیکھو صحیح مسلم) کسی طرح بھی تمام عالم کو فتح نہیں کر سکتے۔ پس تلوار کی رو سے عالمگیر غلبہ نہیں ہو سکتا۔

تیسری وجہ۔ اگر تمام امور کو جو احادیث میں بیان کئے گئے ہیں۔ ظاہر پر محمول کریں۔ تو مسیح اپنی تمام زندگی میں یقتل الخنزیر کے مطابق خنزیروں کو بھی قتل نہیں کر سکتا چہ جائیکہ وہ دوسری اقوام سے مقابلہ کرے۔ ظاہری حکومت خنزیروں پر لگائی جائے تو البتہ ہو سکتی ہے۔

چوتھی وجہ۔ حدیث کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ مسیح کا نزول ایسے وقت میں ہوگا جبکہ امت محمدیہ کی حالت بالکل بگڑ چکی ہوگی اور حدیث لتتبعن سنن من قبلکم الحدیث کے مطابق یہود و نصاریٰ کی طرح بن گئے ہونگے۔ اور پھر حدیث کا آخری فقرہ حتیٰ تکون السجدة الواحدة خیر من الدنیا وما فیہا بتاتا ہے کہ مسلمان بھی دنیاوی دھندوں میں پھنسے ہونگے۔ اور دین سے بکلی غافل و لاپرواہ ہونگے۔ اور حدیث ستفترق امتی الحدیث کے مطابق امت محمدیہ بہتر فرقوں میں تقسیم ہو چکی ہوگی۔ تو ایسے وقت میں مسیح موعود حکم و عدل ہو کر آئینگے۔ تو اگر حکم و عدل سے مراد یہ ہے کہ وہ دنیاوی بادشاہ ہونگے۔ اور تمام دنیا کے ساتھ لڑائیاں کرینگے اور ملکوں کو فتح کرنے میں اپنی زندگی گذار دینگے۔ اور جنگلات میں شکار خنزیر وغیرہ کیا کرینگے۔ تو بتاؤ انکے ذریعہ سے روحانی ترقی کیا ہوگی پس ایسے لوگوں کو جو دین سے پہلے ہی متنفر اور دنیا کے دلدادہ و فریفتہ ہونگے ان کو لڑائیوں اور غنائم کے حاصل کرنے میں لگا دینا ان کو دین اور روحانیت سے اور بھی دور لیجانا ہے۔ اور اصل مسیح موعود کی بعثت کی غرض لوگوں کے اندر روحانیت پیدا کرنا اور دین کی طرف توجہ دلانا ہے جس کے لئے ظاہری بادشاہت کی ضرورت نہیں

پانچویں وجہ۔ اصلی غرض نزول مسیح کی اصلاح امت محمدیہ ہے۔ جیسا کہ کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم سے ظاہر ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کی حالت بوقت نزول بہت گر چکی ہوگی۔ اور مطابق حدیث ستفترق امتی الحدیث مختلف فرقوں میں تقسیم ہو چکی ہوگی۔ تو ان میں مسیح موعود حکم عدل ہو کر آئیگا۔ جو ان کے درمیان فیصلہ کریگا۔ حکم کے معنی عربی زبان میں منفذ الحکم حکم کو نافذ کرنے والا اور الفاصل کے ہیں یعنی فیصلہ کرنے والا پس ہم دیکھتے ہیں کہ امت محمدیہ کے فرقوں کا بادشاہت میں جھگڑا ہے۔ یا مذہبی مسائل پر صاف ظاہر ہے کہ مسائل پر جھگڑا ہے۔ چونکہ حکم عدل کا لفظ امت محمدیہ کے متعلق ہے اس لئے ثابت ہوا۔ کہ ابن مریم ان کے مذہبی جھگڑوں کا فیصلہ کرنیوالا ہوگا۔ دنیاوی بادشاہ ہونا اس سے ثابت نہیں ہوتا۔

چھٹی وجہ۔ اگر حکم عدل سے مراد دنیاوی حاکم یا بادشاہ مانا جائے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کسی ایک فرقہ کے ساتھ شامل ہوگا یا نہیں۔ اگر وہ کسی ایک فرقہ کے ساتھ شامل ہوا۔ تو دوسرے فرقے اس کے مخالف ہو جائینگے۔ اور اگر ان سے وہ لڑائی شروع کریگا۔ تو وہ اس کا مقابلہ کرینگے۔ اگر آپس کی جنگ طول پکڑ گئی۔ تو پھر کسر صلیب اور قتل خنزیر اور قتل دجال وغیرہ کا سب کام رہ جائیگا۔ اگر بالفرض وہ کسی فرقہ کے ساتھ شامل نہ ہوا۔ اور پھر سب مسلمان فرقے والوں نے دنیاوی حاکم قرار دے بھی لیا۔ مگر مشکل یہ معلوم ہوتا ہے۔ جبکہ ہر ایک ان میں سے دنیاوی ریاست اور وجاہت کو چاہتا ہے۔ پھر مذہبی تفرقہ اسی طرح قائم رہیگا۔ کیونکہ اگر وہ کسی ایک فرقہ کے مطابق فتویٰ دیگا۔ تو دوسرے فرقہ والے جنہوں نے اسی بنا پر دوسرے فرقہ پر کفر کا فتویٰ لگایا ہوگا۔ اس کی حکومت کا انکار کر دینگے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر آپس میں لڑائی شروع ہو جائیگی۔ کیونکہ وہ تمام فرقوں کو خوش نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ ہر ایک فرقہ کی جدا جدا روایات ہیں۔ پس یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ سب کے خیالات کی وہ تصدیق کرے۔ اگر اہلحدیث کی تصدیق کرے۔ تو حنفی ناراض ہونگے اگر حنفیوں کی تصدیق کرے۔ تو شافعی بگڑ جائینگے۔ اور شیعہ جدا ہی اصول پیش کرینگے۔ کہ ان کے عقیدہ کے موافق وہ ظاہر ہو پس اس صورت میں وہ کیونکر سب کو خوش کر سکتا ہے۔ بہر حال اُمّت محمدیہ کے لئے مسیح موعودؑ کا دنیاوی بادشاہ ہونا انہیں مفید نہیں ہو سکتا

ساتویں وجہ۔ مسیح موعودؑ کے زمانہ کی ایک علامت یہ بھی ہے۔ کہ اس وقت بچے سانپوں سے کھیلینگے۔ اور بکریاں بھیڑیوں کے ساتھ چرینگی۔ اور شیر اونٹوں کے ساتھ۔ یہ سب باتیں اس طرف اشارہ کرتی ہیں۔ کہ مسیح موعودؑ شہزادہ امن ہوگا۔ اور وہ دنیا میں امن قائم رکھنے کے لئے تعلیم دیگا۔ اور اس کے وقت میں ایک ایسی سلطنت ہوگی۔ جو ہمہ وجوہ رعایا کو امن میں رکھیگی۔ ورنہ مسیح موعودؑ کا حیوانوں سے کیا تعلق وہ آپس میں اتفاق کریں یا نہ کریں۔ مسیح کی بعثت تو انسانوں کے لئے ہے نہ حیوانوں کیلئے اس سے مراد امن کا زمانہ ہے نہ کچھ اور۔ اور یہ بات اشارہ کرتی ہے۔ کہ مسیح موعود جنگ نہیں کریگا۔ جیسا کہ بخاری کی حدیث یضع الحرب سے ظاہر ہے۔ پس مسیح موعودؑ ظاہری طور پر بادشاہ نہیں ہو سکتا۔

آٹھویں وجہ۔ ایسے طور پر مسیح موعودؑ کا آنا جیسا کہ مسلمان خیال کرتے ہیں۔ قرآن مجید کے بھی خلاف ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید و احادیث کی رو سے مسیح کا آنا اس وقت ہے جبکہ مسلمان یہودی بنجائینگے۔ اور یہود کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم استکبرتم الآیۃ (البقرۃ) کہ جب کبھی یہود کے پاس رسول انکی نفسانی خواہشات کے خلاف آیا۔ تو انہوں نے تکبر کیا۔ اور ایک فریق کو تو انہوں نے جھٹلایا اور ایک فریق کے قتل کے درپے ہوئے۔ پھر فرمایا ولما جاءھم رسول من عند اللہ مصدق لما معھم وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہٖ فلعنۃ اللہ علی الکافرین۔ (پ ۱ ع ۱۱) کہ جب ان کے پاس خدا تعالیٰ کا رسول ان پیشگوئیوں کے مطابق جو انکی کتب میں درج تھیں آیا اور وہ اس سے پہلے اسکے ذریعہ سے دوسروں پر فتح پانیکے لئے دعا کرتے تھے۔ مگر جب ان علامات کے مطابق بخلاف انکے زعم کے آیا۔ تو انہوں نے انکار کر دیا۔ سو اس آیت میں پیشگوئی ہے۔ کہ جب مسیح موعودؑ آئینگے جن کا آنا دوسرے لفظوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا ہوگا۔ اس وقت کے مسلمان جو مثیل یہود ہونگے۔ اس کو اپنی نفسانی خواہشات کے خلاف پاکر اس کا انکار کر دینگے پس ضروری تھا کہ وہ مسلمانوں کی خواہشات کے خلاف آتا۔

نویں وجہ۔ اگر وہ ظاہری حکومت رکھتے۔ اور انہوں نے بادشاہ ہونا تھا تو مولویوں اور علماء کی کیا طاقت تھی۔ کہ وہ انکو کافر قرار دیتے اور انکی باتوں کا انکار کرتے۔ اور مخالف کتاب و سنت کہتے۔ دیکھو نواب صدیق حسن خان صاحب نے اپنی کتاب حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۳ میں لکھا ہے۔ کہ جب مہدی علیہ السلام سنت کو زندہ کرنیکے لئے جد و جہد کرینگے۔ اور بدعات کو دور فرمائینگے تو علماء وقت جو تقلید کے عادی ہونگے۔ گویند ایں مرد خانہ برانداز دین و ملت ماست و بمخالفت برخیزند و بحسب عادت خود حکم بتکفیر وتضلیل وے کنند یعنی مولوی کہینگے۔ یہ تو ہمارے دین کو خراب کر رہا ہے۔ اور مخالفت پر کمربستہ اٹھ کھڑے ہونگے۔ اور اپنی عادت کے مطابق کافر و ضال

کہینگے۔ دیکھو اگر مسیح ان کی خواہشات کے مطابق آیا ہوتا تو وہ ایسا کیوں کہتے۔ اسی طرح امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں:۔ "نزدیک است کہ علماء ظواہر مجتہدات او را علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام از کمال دقت وغموض ماخذ انکار نمائند ومخالف کتاب وسنت دانند" نزدیک ہے کہ علماء ظواہر حضرت عیسیٰ کے اجتہادی مسائل کا بوجہ باریک دقیق ماخذ ہونیکے انکار کرینگے۔ اور مخالف کتاب و سنت کہینگے۔ پس آثار سے ظاہر ہے کہ آپ جو دنیا کو ظاہری طور پر فنا نہیں کرنے آئینگے۔

حَکَم سے کیا مراد ہے

لغت میں حَکَم کے معنی الفاصل کے بھی لکھے ہیں۔ یعنی فیصلہ کرنیوالا۔ اگر مذہبی جھگڑوں کا فیصلہ کرنیوالا ہو۔ یا دنیاوی امور کا فیصلہ کرنیوالا۔ اسی طرح مفردات راغب برحاشیہ نہایہ ابن اثیر صفحہ ۳۲۷ جلد اوّل میں لکھا ہے۔ "فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا وانما قال حکما ولم یقل حاکما تنبیھا ان من شرط الحکمین ان یتولیا الحکم علیھم ولھم حسبما یستصوبانہ من غیر مراجعۃ الیھم فی تفصیل ذالک" آیت فابعثوا حکما من اھلہ میں حَکَم کا لفظ اختیار کیا حاکم نہیں کہا۔ یہ بتانے کے لئے کہ حکموں کی شرط ہے کہ وہ زوجین پر فیصلہ یا حکم کرنیکا اختیار رکھتے ہوں۔ اور جو وہ درست سمجھیں فیصلہ کر سکیں وہ فیصلہ ان کے خلاف ہو یا موافق۔

پس حدیث میں مسیح موعودؑ کے حَکَم و عدل ہونے سے مراد یہی ہے۔ کہ وہ دینی امور میں حَکَم یعنی فیصلہ کرنیوالا ہوگا۔ جو جو بدعات دین میں پھیلی ہوئی ہونگی ان کو دور کریگا۔ اور باقی مذاہب میں بھی بلحاظ دلائل کے فیصلہ کریگا۔ اور دلائل بینہ سے وہ ثابت کر دیگا۔ کہ اسلام کے سوا باقی سب مذاہب جھوٹے ہیں۔ چنانچہ مسیح موعودؑ نے اگر اسلام سے بدعات کو نکالا جیسا کہ فرماتے ہیں:۔ "سو یہ عاجز حَکَم ہو کر آیا۔ اور تمام غلط اوہام کا غلط ہونا ظاہر کر دیا۔ چنانچہ اوّل لوگ یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ وہ مسیح ابن مریم ناصری جو وفات ہو چکا ہے۔ پھر دوبارہ دنیا میں آئیگا۔ سو پہلے یہی غلطی ان کی دور کر دی گئی۔ اور ان لوگوں کو سچا ٹھیرایا گیا جو مسلمانوں میں سے مسیح کی موت کے قائل تھے"۔ اسی طرح آپ نے تمام مذاہب کو از روئے دلائل باطل ثابت کیا۔ اور ان کے تمام اعتراضوں کو دندان شکن جواب دیکر ساکت و مبہکت کر دیا۔ اور جو شخص حَکَم ہو اس کے لئے ضروری تھا کہ اسکو خدا تعالیٰ حَکَم قرار دے۔ ہر مذہب کی الہامی کتب میں آخری زمانے میں ایک مصلح کے آنیکی خبر دیگئی تھی۔ جس کے مطابق آپ تشریف لائے۔ اور اپنا فیصلہ دیا۔ مگر اس فیصلہ کا لوگوں نے انکار کر دیا۔ اور ضرور تھا کہ جس طرح خدا تعالیٰ کے فیصلہ کا انکار کیا گیا۔ اسی طرح آپ کے فیصلہ کا بھی انکار کیا جاتا کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے فیصلہ کو جبراً کسی سے نہیں منواتا جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔ "وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر" مگر یاد رکھو کہ وہ وقت آرہا ہے کہ جب لوگوں کو ماننا پڑیگا۔ کہ واقعی صحیح فیصلہ وہی ہے جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بحکم خدا کیا۔

دوسری شہادت

قولہ:۔ حضرت عیسیٰ حج کرینگے۔ انکے احرام کی جگہ کا نام فج الروحاء ہے۔

اقول:۔ مولوی صاحب برنباء حدیث مسلم یہ اعتراض کرتے کہ مرزا صاحب نے کیوں حج نہ کیا لکھتے ہیں:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"حیرت ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے ان کی احمدی اُمت نے اور حدیثوں کے جوابات دینے پر تو توجہ کی چاہے کسی قسم کی ہو۔ مگر اس حدیث کا نام بھی ان کی تحریرات میں ہم نے نہیں دیکھا۔"

بھلا ان سے کوئی پوچھے۔ کہ اگر انہوں نے نہیں دیکھا۔ تو کیا ان کی عدم رویت سے یہ ثابت ہو گیا۔ کہ کبھی اس حدیث پر لکھا ہی نہیں گیا۔ بیشک مولوی صاحب تو یہی کہینگے۔ کہ نہیں لکھا گیا۔ کیونکہ مولوی صاحب انا خیر منہ کے قائل کی طرح کہا کرتے کہ میں احمدیوں کے لٹریچر سے بہت زیادہ واقف ہوں۔ مگر جب کبھی انہوں نے ایسا دعویٰ کیا ذلیل ہوئے۔ دیکھو اسی طرح اب کہتے ہیں۔ کہ اس حدیث پر احمدیوں نے کچھ نہیں لکھا۔ حالانکہ رسالہ اردو ریویو آف ریلیجنز ماہ فروری سنہ ۱۹۲۳ء میں حضرت مسیح موعود کے حج پر مفصل بحث کرتے ہوئے۔ اس حدیث پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اب ہم اس اعتراض کا جواب لکھتے ہیں۔

جواب اول۔ قرآن مجید و احادیث صحیحہ سے حضرت مرزا صاحب کا مسیح موعود اور ابن مریم ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اور دوسری طرف اس حدیث سے اگر یہ استدلال ہو۔ کہ آپ مسیح موعود نہیں ہیں۔ کیونکہ آپ نے حج نہیں کیا۔ تو یہ حدیث بوجہ معارض ہونے قرآن مجید و احادیث صحیحہ کے ساقط عن الاعتبار ہے۔ اس لئے قابل قبول نہیں۔ کیونکہ جو حدیث قرآن مجید کے مخالف و معارض ہو۔ اس کے متعلق آنحضرت کا فیصلہ ہے کہ اس کو رد کرو۔ جیسے کہ آپ فرماتے ہیں۔ "فاذا روی لکم عنی حدیث فاعرضوہ علی کتاب اللہ فما وافق فاقبلوہ وما خالف فردوہ" کہ جبکہ تمہارے پاس میری طرف سے کوئی روایت کیجائے تو اسکو کتاب اللہ پر عرض کرو۔ اگر اسکے موافق ہو تو قبول کرو۔ ورنہ چھوڑ دو۔

دوسرا جواب۔ ضروری تھا۔ کہ جب اس حدیث کا ظاہری مطلب قرآن مجید اور دوسری احادیث کے خلاف ہو تو اسکی تاویل کیجاوے۔ اور قرآن مجید کے مطابق ہو سکے۔ تو مطابقت دیجاوے۔ سو حضرت خلیفۃ المسیح اول اس کی تطبیق یوں فرماتے تھے۔ کہ اس حدیث میں مضارع بمعنی ماضی استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ عربی زبان میں استعمال ہوتا ہے۔ اور اس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ کشف ہے جس میں آپ نے حضرت موسیٰ اور حضرت یونس کو حج کرتے ہوئے دیکھا۔ ویسے ہی اس میں حضرت عیسیٰ کو بھی آپ نے احرام باندھے ہوئے دیکھا۔ اور فتح الباری شرح بخاری سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ استاذی حافظ روشن علی صاحب کی اسکے متعلق تحقیق یہ ہے کہ اس حدیث کے ظاہری معنی تو محال ہیں۔ کیونکہ اگر ظاہری معنی لیں تو ماننا پڑتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے اسلامی شریعت کے علاوہ کوئی اور شریعت بھی ہے۔ اس لئے کہ فج الروحاء مواقیت احرام سے نہیں ہے۔ اور یہ مکہ کی طرف اقرب ہے۔ جب ظاہری معنی صحیح نہ ہوئے۔ تو مجازی لینے پڑینگے۔ اور وہ یہ ہیں۔ فج کے معنی راستہ اور روحاء سے مراد راحت والا ہے یعنی مسیح موعود اسلام کے راستہ میں کمر باندھیگا۔ عمرہ اور حج میں آپ نے تردد ظاہر کیا ہے۔ یعنی آیا مسیح کے ذریعہ جلالی تکمیل ہوگی۔ یا جمالی۔ یا دونو جمع کریگا۔ (جمالی اور جلالی) دونو رنگ میں آویگا۔ میرے نزدیک اسکی دو توجیہیں اور بھی ہو سکتی ہیں:۔

اول۔ یہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کشف ہے۔ جو تعبیر طلب ہے۔ کیونکہ مسیح اور دجال وغیرہ کے متعلق جو احادیث میں مذکور ہے۔ در حقیقت وہ آپکے کشوف ہیں۔ اس کشف کی تعبیر معبرین نے یہ لکھی ہے۔ "ومن رأی انہ حج او اعتمر فانہ یعیش عیشا طویلا وتقبل امورہ" (تعطیر الانام جلد ۲ صفحہ ۶) جو شخص دیکھے کہ اس نے حج یا عمرہ کیا تو وہ لمبی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عمر پائیگا۔ اور اس کی باتیں قبول کی جائینگی۔ اسی طرح لکھا ہے "وان رای فعل شیئا من المناسك فهو خير على كل حال وقيل ان الاحرام بحج في العبادة او خروج من ذنوب فانه يدل على حصول رحمة" (کتاب الاشارات في علم العبارات برحاشیہ تعطیر الانام جلد ۲ صفحہ ۲۵) اگر کوئی شخص دیکھے کہ اس نے افعال حج سے کوئی کام کیا ہے۔ تو وہ ہر حال میں بہتر ہے۔ اور احرام سے مراد عابد بننا اور گناہوں سے نکلنا ہے کیونکہ یہ حصول رحمت پر دلالت کرتا ہے" اسی طرح لکھا ہے۔ "ومن رای كانه خارج الى الحج في وقته فان كان خائفا امن وان كان ضالا اهتدى وان كان مغموما عنه فرج ومن رای كانه يلبي في الحرم فانه يظفر ويأمن خوف الغالب (منتخب الکلام برحاشیہ تعطیر الانام جلد ۱ صفحہ ۲۲) جو شخص دیکھے کہ حج کی نیت میں حج کیلئے نکلا ہے تو وہ اگر خائف ہے تو اس کا خوف جاتا رہیگا۔ اگر گمراہ ہوگا تو راہ پائیگا۔ اگر مغموم ہوگا تو اس کا غم جاتا رہیگا۔ اور جو شخص احرام کی حالت میں لبیک کہتا ہے۔ تو اس سے مراد ہے۔ کہ وہ اپنے دشمن پر کامیابی پائیگا۔ اور اس پر کوئی غالب نہیں آسکیگا۔ اسی طرح جو کام حج یا عمرہ میں کئے جاتے ہیں ان کی تعبیر معبرین نے کی ہے مثلاً لکھا ہے کہ خواب میں حجر اسود کو بوسہ دینے سے مراد یہ ہے۔ کہ بوسہ دینے والے پر خدا تعالیٰ کے فیوض و انوار نازل ہونگے۔ اور اس پر اسرار شریعت کھلینگے۔ اسی طرح خانہ کعبہ کے طواف کرنے سے مراد جو علماء نے لکھی ہے۔ وہ درج ذیل ہے:۔ "اور یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے۔ کہ دجال کافر ہے اسکو طواف سے کیا کام۔ جواب اس کا دیا ہے علماء نے کہ ایک رو سے یعنی عیسیٰ گرد دین کے پھرینگے۔ واسطے قائم کرنے دین کے۔ اور درستی کرنے خلل و فساد کے۔ اور دجال بھی پھریگا۔ گرد دین کے بقصد خلل اور فساد ڈالنے کے دین میں کذا قال الطیبی" (مظاہر حق شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۳۴۲ و مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۲۱۹ و مجمع البحار جلد ۲ صفحہ ۳۲۱) اسی طرح صفا و مروہ کے طواف سے مراد تکالیف پر صبر کرنا۔ اور قربانی سے مراد نفس کی قربانی ہے جس کے قائم مقام ظاہری قربانی رکھی گئی ہے۔

پس آنحضرت صلعم فرماتے ہیں۔ کہ جب مسیح ابن مریم آئیگا۔ تو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے فیوض و انوار نازل ہونگے۔ اور اُسے علم لدنی عطا کیا جائیگا۔ اور اسرار شریعت اس پر کھولے جائینگے۔ جس کی وجہ سے کوئی مخالف آپ پر غالب نہیں آسکیگا اور آپکے ذریعے سے دین اسلام کا ادیان باطلہ پر غلبہ ظاہر ہوگا۔ اور آپ کو دو بیماریاں ہونگی جیسا کہ حدیث میں ان بیماریوں کو دو زرد چادروں سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۱۷ میں لکھتے ہیں:۔

"یہاں دو مرض ہمیشہ لاحق حال رہتی ہیں۔ ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں دوران سر اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب اور یہ دونوں مرضیں اسی زمانہ سے ہیں جس زمانہ میں میں نے اپنا دعویٰ مامور من اللہ ہونیکا شائع کیا ہے۔ میں نے ان کیلئے دعائیں بھی کیں۔ مگر منع میں جواب پایا"

پس باوجود ان مرضوں کے آپ اپنی انتہائی عمر کو پہنچینگے۔ اور آپکی باتیں قبول کیجائینگی۔ اور آپ ایسے عابد اور تائب ہونگے کہ آپ اپنی بار بار کی توبہ اور تضرع سے اپنے اس تعلق کو جو آپ کو خدا کے ساتھ ہے تازہ کرتے رہینگے۔ گویا کہ آپ ہر وقت غسل کرتے ہیں۔ اور اس پاک غسل کے پاک قطرے موتیوں کی طرح سر سے ٹپکتے ہیں۔ اور لوگ آپکی دشمنی کرینگے۔ مگر آپ خائف نہیں ہونگے۔ اور آپ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مصائب آئینگی لیکن آپ ان مصائب کو برداشت کرینگے۔ اور صبر و استقامت سے کام لینگے۔ اور یہ آپکو کبھی خیال نہیں ہوگا کہ دشمن آپ پر غالب آجائیگا۔ بلکہ مخالف کے خلاف آپ نفسی بے خوف ہونگے۔ اور آخر کار اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائینگے۔ اور دشمن ذلیل ہوگا۔ اور دشمن اسلام پر قسم قسم کے اعتراضات اور حملے کرینگے۔ جن کا دفعیہ حضرت مسیح موعودؑ فرمائینگے۔ یہ سب باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کشفی رنگ میں حج یا عمرہ کی صورت میں دکھائی گئیں۔ کہ مسیحؑ حج یا عمرہ کا احرام باندھے ہوئے ہیں۔

دوسری توجیہ۔ اگر ظاہری معنوں میں ہیں۔ تو اسکی مطابقت یوں ہو سکتی ہے۔ کہ یہ کلام مشروط ہے۔ اور شرط مقدر ہے۔ مطلب یہ کہ اگر مسیح موعودؑ کے لئے تمام وہ امور میسر آگئے۔ کہ جن کے پائے جانے سے حج فرض ہو جاتا ہے۔ اور کوئی روک نہ رہی۔ تو اللہ کی قسم ہے۔ کہ وہ ضرور حج اور عمرہ کریگا۔ اور یہ بھی کلام کا طریقہ ہے۔ کہ بات کیجاتی ہے۔ اور اس میں بعض مخفی شرطیں ہوتی ہیں جن کا اظہار نہیں کیا جاتا۔ پھر وہ بات شرط کے پائے جانے کی وجہ سے وقوع میں نہیں آتی جیسے آنحضرت صلعم فرماتے ہیں۔ کہ جابرؓ کے والد عبداللہؓ کو خدا تعالیٰ نے وعدہ دیا تمنّ اعطیک تو سوال کر آرزو کر میں تجھے دونگا۔ وہ تیری آرزو پورا کرونگا۔ جب انہوں نے کہا کہ اے خدا تو مجھے زندہ کر تاکہ میں پھر دوبارہ تیرے رستہ میں لڑوں اور قتل کیا جاؤں۔ تو خدا تعالیٰ نے فرمایا قد سبق منی انہم لا یرجعون یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ وعدہ پہلے دیا جا چکا ہے۔ کہ دنیا میں دوبارہ کسی کو نہیں لوٹاؤنگا۔ جواب سے معلوم ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ نے جو پہلے وعدہ دیا تھا۔ وہ مشروط بشرائط تھا۔ کہ اگر فلاں بات مانگیگا۔ تو نہیں دیجائیگی۔ اس وعدہ کا عدم ایفاء شرائط مقدرہ کے نہ پائے جانیکی وجہ ہوا۔ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیطرح مسیح موعودؑ کے حج نہ کرنے پر معترضین کو جواب دیا ہے۔ دیکھو اے اعتراض کرنیوالو تم جان لو۔ کہ اگر مسیح موعودؑ کے لئے تمام وہ باتیں جن کی وجہ سے حج کرنا ضروری اور فرض ہوا کرتا ہے۔ میسر آگئیں۔ تو وہ ضرور ضرور حج کرینگے۔

بہرحال یہ حدیث بھی حضرت مسیح موعودؑ کے دعوےٰ پر قادح نہیں ہو سکتی۔ اور یہ حدیث اپنے اصل الفاظ میں بھی نہیں بیان کیگئی جیسا کہ دوسری احادیث میں لیہلن کی بجائے لیسلکن اور لیہبطن اور لینزلن کا لفظ دلالت کرتا ہے۔ خلاصہ جواب یہ کہ حدیث اپنے اصلی معنوں پر محمول نہیں۔ بلکہ ایک کشف ہے جو تعبیر طلب ہے۔ اور اصلی معنی لئے جائیں۔ تو کلام مقید ماننا پڑیگا۔ ورنہ یہ حدیث بوجہ معارض ہونے قرآن مجید و احادیث صحیحہ کے ساقط عن الاعتبار ہوگی۔ اور بوجہ احادیث احاد میں سے ہونیکے اس قابل نہیں ہے کہ اس پر اعتقاد رکھا جائے کیونکہ عقیدہ کی بنا سب کے نزدیک متواتر حدیث پر ہوتی ہے۔

تیسری شہادت

قولہ۔ چونکہ مرزا صاحب مدینہ شریف میں فوت ہو کر روضۂ مقدسہ میں دفن نہیں ہوئے۔ اس لئے عیسیٰ موعود نہیں۔

اقول۔ مولوی صاحب اس حدیث کی صحت حضرت مسیح موعودؑ کے قول سے پیش کرتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہوگا کہ جن معنوں کی بنا پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ انہی معنوں کو صحیح تسلیم کیا جائے۔ سنئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے کیا معنی کئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

[illegible]

اگر [illegible] کئی وجوہ ہیں۔

اوّل [illegible] دوم علامہ [illegible] سوم [illegible]

[illegible]

پس [illegible] ضعیف [illegible]

[illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سادخل من عشقی بروضة قبرہ ولا تعلم هذا السر یا تارك الهدیٰ

کہ میں اس عشق و محبت کی وجہ سے جو مجھے آنحضرتؐ کی ذات سے ہے آپ کے روضۂ قبر میں داخل ہو جاؤنگا مگر تو اے تارک ہدایت اس بھید کو نہیں جان سکتا

اسی طرح آپ فرماتے ہیں: "ایسا ہی لوگ یہ بھی سمجھ بیٹھے ہیں کہ مسیح وفات پا کر آنحضرت صلعم کی قبر میں دفن کیا جائیگا لیکن وہ اس بے ادبی کو نہیں سمجھتے کہ ایسے نالائق اور بے ادب کون ہونگے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو کھودینگے اور کسقدر لغو حرکت ہے کہ رسول مقبولؐ کی قبر کھودی جائے اور ایک نبی کی ہڈیاں دکھائی جاویں۔ بلکہ یہ حدیث معانی کی طرف اشارہ ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۴۷۰)۔ پس اگر کوئی اس حدیث کو ظاہری معنوں پر محمول کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ پہلے اس حدیث کو دوسری احادیث کے مطابق درست ثابت کرلے۔

قولہ۔ حضرت عیسیٰ موعود علیہ السلام شادی کرکے پینتالیس برس دنیا میں زندہ رہینگے۔

اقول۔ نکاح کے حصہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے الہامات اور کشوف کی بنا پر صحیح تسلیم کیا ہے۔ اور وہ حصہ پورا بھی ہوگیا جیسا کہ آپ اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۰ میں الہام اذکر نعمتی رأیت خدیجتی کے نیچے تحریر فرماتے ہیں۔

"پس بشارت دی گئی تھی کہ تمہاری شادی خاندان سادات سے ہوگی اور اس سے اولاد ہوگی تا حدیث یتزوج ویولد له پوری ہوجائے"

پس سادات میں شادی ہوئی اور اولاد بھی ہوئی اور وہ بیٹا بھی پیدا ہوا جو اس حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا اور کان اللہ نزل من السماء کا مصداق ہے اور وہ وہی ہے جس کے ذریعہ ہم یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور یہ بات کہ پینتالیس برس زندہ رہینگے غلط ہے کیونکہ دوسری احادیث اس کے خلاف ہیں جیسا کہ مسلم میں ابن عمر سے سبع سنین (سات سال) اور بخاری میں ابن عباس سے تسع عشرة سنة (انیس سال)۔ اور ابوداؤد میں ابوہریرۃ سے مرفوعاً اربعین سنة (چالیس سال)۔ اور کتب میں ثلاثاً وعشرین سنة (تئیس سال) اور مسند احمد کی حدیث میں خمسا و اربعین سنة (پینتالیس سال) (عینی شرح بخاری جلد ۷ صفحہ ۵۴۵) بیان ہوا ہے پس ٹھہرنے کی مدت کے بارے میں ۷-۱۹-۲۳-۴۰ اور ۴۵ سالوں کے درمیان اختلاف کا ہونا ظاہر کرتا ہے۔ کہ راویوں نے اصل الفاظ محفوظ نہیں رکھے۔ اس لئے اصل مدت بعثت وہی صحیح ہے جس کی واقعات اور مشاہدہ گواہی دیں۔

جواب تتمہ باب اوّل

قولہ علماء بلاغت کا قانون ہے کہ مجاز وہاں جچتی ہے جہاں حقیقت محال ہو۔

اقول۔ یہ اصول نہ تو متفق علیہ ہے۔ اور نہ ہی یہ اصول پیشگوئیوں کے متعلق صحیح ہوسکتا ہے۔ کیونکہ پیشگوئیوں میں اگر حقیقۃ اور مجاز دونوں ممکن ہوں تو دونوں مراد لئے جاسکتے ہیں (در منثور ... صفحہ ۲۹۹)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"یکسر الصلیب ای مبطل دین النصاریٰ حقیقۃ ومبطل ما زعمہ النصاریٰ من تعظیمہ"
کسر صلیب سے مراد دین نصرانیت کو باطل کرنا ہے یا حقیقۃ صلیب کو توڑنا ہے یا اس کی تعظیم کا باطل کرنا جو عیسائی خیال کرتے
اس سے ظاہر ہے کہ پیشگوئیوں میں حقیقت اور مجاز دونو مراد ہو سکتے ہیں۔ باوجود حقیقت ممکن ہونے کے مجاز بھی لیا گیا۔
اسی طرح تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۴۳۴ میں لکھا ہے۔ "وجعل منھم القردۃ والخنازیر۔ قیل عنی الحیوان المخصوصۃ وقیل عنی من اخلاقہ ... لاخلاقھا۔" آیت جعل منھم القردۃ والخنازیر میں کہا گیا ہے۔ کہ خاص حیوان مراد ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ ایسے آدمی مراد ہیں کہ جن کے اخلاق اور افعال انکے مشابہ ہو گئے تھے۔ نہ یہ کہ ان آدمیوں کی خلقت حیوانوں کی سی ہو گئی تھی۔ اور آیت میں دونو مراد ہیں کیونکہ بعض نے روایت کی ہے۔ کہ ایک قوم فی الواقع بندر اور سوٴر بنا دئے گئے تھے۔ اور لوگوں میں یہ بھی مستعمل ہے کہ کسی قوم کو جبکہ ان کے اخلاق بندروں اور سوٴروں جیسے پائے جائیں۔ تو انکو بندر اور سوٴر کہا جاتا ہے گو صورتیں انکی آدمیوں کی ہوں۔ پس اس آیت میں حقیقت کے وقوع ممکن ہونے پر بھی مجاز کا وقوع صحیح تسلیم کیا گیا ہے۔

قولہ۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ "بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں۔" (ازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۲۰۱) اس عبارت میں مرزا صاحب کو تسلیم ہے کہ حقیقت مسیحیت محال نہیں بلکہ ممکن ہے ... تو امکان حقیقت کے وقت مجاز کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

اقول۔ پہلے بتایا جا چکا ہے۔ کہ مجاز اور حقیقت دونو مراد لئے جا سکیں۔ تو دونو ہو سکتے ہیں۔ بعض پیشگوئیوں میں دونو کا احتمال ہوتا ہے مثلاً آنحضرت صلعم نے اپنی بیویوں کے لئے فرمایا "اسرعکن لحوقا بی اطولکن یدا" حقیقت کو مد نظر رکھتے ہوئے ازواج مطہرات نے ہاتھ ناپے اور حضرت سودہ کو مصداق پیشگوئی قرار دیا۔ مگر حضرت زینب کی وفات پانے سے معلوم ہوا۔ کہ حقیقت مراد نہ تھی۔ بلکہ مجاز مراد تھی۔ لیکن صحابہ کے ... کو غلط ماننا چاہئے۔ کیونکہ انکا حقیقت کو ... ۔ **دوم** حضرت مسیح موعود کی ... ثابت نہیں ہوتی ... مثلاً حدیث میں ابن مریم سے خاص حضرت عیسیٰ مراد نہیں بلکہ مثیل عیسیٰ مراد ہے یا ... ظاہری ... مراد ہے۔ پھر حضرت ... کی عبارت ... صفحہ ... ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ... ہے تو اس کا مراد یہ ہے۔ کہ حضرت ... اور ظاہری ... بادشاہ ہونگے حکم عدل کے متعلق تو ہم مفصل لکھ چکے ہیں کہ یہاں ظاہری حکم بادشاہ مراد نہیں۔ بلکہ دینی نزاعوں کا فیصلہ کرنے والا مراد ہے۔ اور یہاں مجاز اور حقیقت کا کوئی جھگڑا نہیں کیونکہ حکم کے معنی ... فیصلہ کرنے والے کے لغت میں آئے وہ فیصلہ دینی امور میں ہو یا دنیاوی امور میں۔ پس معنی ایک ہی رہینگے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

[illegible]

(ضمیمہ ازالہ اوہام صفحہ ۹) [illegible]

تیسری [illegible]

[illegible]

دوسرا باب

پیشگوئی شہادت کی صداقت

قولہ [illegible]

[illegible]

اقول [illegible]

[illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مشروط بشرط توبہ یعنی پہلی حالت کی طرف رجوع کرنے پر قطعی حکم نہیں تھا جیسا کہ مخالف وہم کرتے ہیں۔

پھر فرماتے ہیں: "ومن تاب واستغفر فله حظ من رحمة حضرة الكبرياء ولا يأخذه عذاب مهين الا بعد العود الى سير الفاسقين" (صفحہ ۱۲۵) جو شخص اپنی شرارت سے رجوع کرے اور استغفار کرے تو اسے خدا تعالیٰ کی رحمت سے حصہ ملتا ہے اور اسے عذاب مہین اس وقت تک نہیں پکڑتا جب تک کہ وہ پھر فاسقوں کی سیرت اختیار نہ کرے۔

ان عبارات سے ظاہر ہے کہ نکاح داماد احمد بیگ کی ہلاکت پر موقوف تھا اور اس کی ہلاکت اپنی پہلی حالت کی طرف رجوع کرنے پر موقوف تھی جب اس نے پہلی حالت کی طرف رجوع نہ کیا وہ ہلاک نہ ہوا جب ہلاک نہ ہوا تو نکاح نہ ہوا۔ اذا فات الشرط فات المشروط یعنی جب اس نے شرارت کی طرف رجوع نہ کیا ہلاک نہ ہوا جب ہلاک نہ ہوا نکاح نہ ہوا۔

ایک اور طرح سے

اگر مان لیا جائے کہ ظاہری طور پر الہام میں نکاح کیلئے کوئی شرط نہیں تھی۔ تو پھر بھی نکاح کا وعدہ شرطی ہو سکتا ہے کیونکہ بعض وعدوں کے ساتھ شرائط مخفی ہوتے ہیں جن کے نہ پائے جانے سے وہ وعدہ بھی پورا نہیں ہوتا۔

حدیث سے مثال ایسے وعدہ کی مثال احادیث میں موجود ہے۔ حدیث کی کتاب ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر سے کہا کہ تیرا باپ جب شہید ہوا [illegible] تو خدا تعالیٰ نے فرمایا [illegible] مانگ تو میں تجھے دونگا۔ یہ ایک ایسا وعدہ تھا۔ جس کے ساتھ ظاہری طور پر کوئی شرط نہیں تھی۔ مگر جب اس نے کہا کہ [illegible] فاقتل ثانیة کہ اے خدا تو مجھے پھر زندہ کر تا کہ میں تیرے راستے میں پھر قتل کیا جاؤں تو خدا تعالیٰ نے اسکی درخواست رد کر دی اور جواب دیا۔ انه سبق منی انهم اليه لا يرجعون [illegible] کہ یہ درخواست پوری نہیں کی جائیگی کیونکہ میں پہلے وعدہ کر چکا ہوں کہ مرنے کے بعد دنیا میں کسی کو واپس نہیں بھیجا جائیگا۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ بعض وعدوں کے ساتھ مخفی شرائط لگے ہوتے ہیں جنکے نہ پائے جانے سے وہ وعدہ پورا نہیں کیا جاتا۔

امام ربانی مجدد الف ثانی کی شہادت اب ہم اس بارہ میں امام ربانی مجدد الف ثانی کی شہادت پیش کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ "اگر پرسند سبب چیست کہ بعضے از کشوف صوفیہ [illegible] خطا واقع شده مثلاً خبر کردند که فلانی بعد از یکماه خواهد مرد یا از سفر بوطن مراجعت خواهد نمود و اتفاقاً بعد از یکماه ازیں هر دو چیز کدام بوقوع نیامد در جواب گوئیم که حصول این کشوف [illegible] مشروط بود [illegible] که صاحب کشف در آن وقت بتفصیل آن شرائط اطلاع نیافته [illegible] حکم کرده [illegible]" (مکتوبات امام ربانی جلد اول صفحہ ۲۲۴، ۲۲۵ مکتوب [illegible])

اگر کوئی پوچھے کہ اولیاء اللہ کے بعض کشوف کیوں غلط واقع ہوتے ہیں اور سچے خلاف کیوں ظہور میں آتا ہے؟ مثلاً کسی شخص کے متعلق یہ خبر دی کہ وہ ایک ماہ کے بعد مر جائیگا یا سفر سے اپنے وطن میں واپس لوٹ آئیگا۔ اور اتفاق یہ ہوا کہ ایک ماہ کے بعد ان میں سے کوئی بھی چیز وقوع میں نہیں آئی۔ تو میں اسکے جواب میں یہ کہونگا۔ کہ درحقیقت اس کشف اور خبر کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حصول مشروط بشرائط تھا کہ صاحب کشف نے جس وقت اس شرط پر اطلاع نہ پائی تھی اور اس نے اس شئی کے حصول کا مطلق حکم کر دیا ایسے امر [illegible] مخفی شرائط کے پورا نہ ہونے کی وجہ سے وقوع میں نہیں آیا۔

پس اگر [illegible] میں شرط بھی ہوتی تب بھی یہ مشروط بشرائط ہو سکتا تھا مگر بیان الہام میں شرط موجود تھی۔

حضرت مسیح موعودؑ حقیقۃ الوحی میں سید عبد القادر جیلانی کے قول کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس قول کے بھی یہی معنی ہیں کہ بعض وعدے کسی مخفی شرط سے مشروط ہوتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ پر واجب نہیں کہ تمام شرائط ظاہر کرے پس اس جگہ ایک کج دل کو ٹھوکر لگ سکتی ہے۔ اور کامل انسان اپنے جہل کا اقرار کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی لڑائی میں باوجودیکہ فتح کا وعدہ تھا بہت رو رو کر دعا کرتے رہے۔ اور جناب الٰہی میں عاجزانہ مناجات کی اللّٰھم ان اھلکت ھذہ العصابۃ لن تعبد فی الارض ابدا کیونکہ آپ اس بات سے ڈرتے تھے کہ شاید اس وعدہ کے اندر کوئی مخفی شرائط ہوں جو پوری نہ ہو سکیں۔ ہر کہ عارف تراست ترساں تر۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۳۲)

پس اگر تسلیم کیا جاوے کہ بعض مخفی شرائط وعدہ [illegible] تو اس سے اصل الہام کا باطل ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

ایک اور طرح سے

بعض وعدے خدا تعالیٰ کے [illegible] ہوتے ہیں [illegible] خدا تعالیٰ کوئی دوسرا انسان دکھلا دیتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے [illegible] بعض نبیوں کی نسبت [illegible] کوئی اور [illegible] اور بعض وقت خدا تعالیٰ پیشگوئی کا ایک حصہ پورا کر دیتا ہے [illegible] جیسا کہ آیت [illegible] ثم اللہ [illegible] فی کل شیء مما [illegible] [illegible] پیشگوئی کا ایک حصہ پورا کر کے دوسرے حصہ کو [illegible] سکتا ہے [illegible]۔

[illegible] اور وہ اسے قبل مقرر نہیں دیتا اور وقت [illegible] جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی مکتوبات جلد اول میں فرماتے ہیں۔

پس بسا اوقات [illegible] فی نفسہ قابل محو و اثبات است و از قبیل قضاء معلق الہام [illegible] تعلیق [illegible] صورت [illegible] بمقتضائے علم خود حکم کنند ناچار احتمال تخلف خواہد [illegible] یک [illegible] کہ وہ حکم فی نفسہ قابل محو و اثبات اور از قبیل قضاء معلق تھا۔ [illegible] عارف کو تعلیق اور مجھے کے قابل ہونے کی خبر نہیں ہوئی ایسی صورت میں اگر وہ اپنے علم کے [illegible] ہو پس اسی طرح یہ نکاح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا تعالیٰ کے نزدیک [illegible] سو خدا تعالیٰ نے [illegible] کی صورت خدا تعالیٰ
کسی اور رنگ میں [illegible] ہے

ایک اور طرح سے

بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایک نشان کی بجائے دوسرا نشان تبدیل کر دیتا ہے مگر [illegible]
یہاں تک کہ ملہم کو بھی معلوم نہیں ہوتا جیسا کہ خدا تعالیٰ [illegible] ایۃ [illegible] اللہ [illegible]
[illegible]
لوگ کہتے ہیں [illegible] کہ اس کا
علم صرف خدا تعالیٰ کو ہوتا ہے [illegible] کی جگہ دوسرا نشان [illegible] کوئی [illegible] ہے

ایک اور طرح سے

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ایک [illegible]
[illegible]
[illegible]
پس نکاح کا وعدہ بھی اگر فسخ ہو گیا تو ہو سکتا تھا [illegible] خدا کی طرف سے وہ وعدہ نہیں تھا

پانچویں شہادت

دوسرا الہام

سوال [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جواب (۱) اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ یہ صاف فرماتے ہیں کہ داماد احمد بیگ نے احمد بیگ کے مرنے کے بعد اپنی حالت کو تبدیل کیا اور اس کے رشتہ داروں نے بھی گریہ وزاری سے خطوط بھیجے اس سبب سے وہ مقررہ عذاب ٹل گیا۔ اور اس بات کا ثبوت کہ اس نے اپنی حالت کی طرف رجوع کیا یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے انجام آتھم میں لکھا کہ (۱) "فیصلہ تو آسان ہے احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کو کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے پھر اس کے بعد جو میعاد خدا تعالیٰ مقرر کرے اگر اس سے اس کی موت تجاوز کرے تو میں جھوٹا ہوں" (انجام آتھم)
(۲) "اور ضرور ہے کہ یہ وعید کی موت اس سے تھمی رہے جب تک کہ خدا کی آنکھ اس کو بیباک کر دے سو اگر جلدی کرنا ہے تو اٹھو اور اس کو بیباک اور مکذب بناؤ اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو" (انجام آتھم صفحہ ۳۲) باوجود اس کے بڑا زور دیا گیا کہ اور مخالفین نے [illegible] اشتہار دینے کے لئے روپیہ کا لالچ [illegible] وعدہ کرنے کے سلطان محمد نے تکذیب کا اشتہار نہ دیا تو صاف ظاہر ہے کہ اس نے اپنی پہلی حالت کو ضرور تبدیل کر لیا تھا۔ سو وہ مقررہ عذاب ٹل گیا۔ اور پھر اس نے پہلی حالت کی طرف رجوع نہیں کیا جیسا کہ اس کے اپنے خط سے ظاہر ہے جو یہ ہے۔

"میں مرزا جی صاحب کو نیک [illegible] بزرگ [illegible] اور اب بھی [illegible] خیال کرتا ہوں [illegible] [illegible] کی زندگی [illegible] شریف [illegible] ذکر [illegible] سلطان محمد [illegible] پٹی [illegible] میں۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ داماد احمد بیگ [illegible] اور [illegible] کی طرف رجوع [illegible] تو اس سے وہ [illegible] وعید کی پیشگوئی میں تاخیر [illegible] حضرت [illegible] لکھتے ہیں۔

"خدا تعالیٰ [illegible] اس کو [illegible] وقت تک [illegible] [illegible]

(۲) "[illegible] (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۲)

پس عذاب [illegible] ضروری نہیں [illegible]

تقدیر مبرم

سوال (۱) [illegible] کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے [illegible] احمد بیگ [illegible] تقدیر مبرم قرار دیا ہے اور بہت زور دیا ہے کہ یہ امر ضرور ہو کر رہے گا۔

جواب۔ [illegible] کہ یہ تقدیر مبرم [illegible] معلق [illegible] جیسا کہ [illegible] تحریرات سے ظاہر ہے [illegible]

"تخویف اور انذار کی پیشگوئیاں [illegible] قوم کو سزا دینا منظور ہوتا ہے ان کی [illegible] میعادیں تقدیر مبرم کی طرح نہیں ہوتیں بلکہ تقدیر معلق کی طرح ہوتی ہیں اور اگر وہ لوگ ڈر جائیں تو [illegible] اور رجوع الی الحق سے [illegible] اپنی شوخیوں اور [illegible] گستاخیوں کی اصلاح کریں تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ عذاب کا [illegible] وقت [illegible] کی طرف [illegible] رجوع [illegible] یہی سنت [illegible] قرآن کریم اور دوسری کتب [illegible] ثابت [illegible] اور اسکے داماد [illegible] کی نسبت جو پیشگوئی تھی اسکی حقیقت [illegible] (تتمہ [illegible])

اسی طرح [illegible] عبارت [illegible] آپ فرماتے ہیں:۔

میعاد بلحاظ صورت مذکورہ کے [illegible] کی پیشگوئی [illegible] سے [illegible] نہیں [illegible] لیکن قرآن بتلاتا ہے کہ ایسی پیشگوئیوں کی [illegible] تقدیر [illegible] ہوتی ہیں۔ [illegible] ان کی تبدیل و تغیر کی وجوہ پیدا ہو جائیں [illegible] تو [illegible] میعاد [illegible] سنت اللہ ہے جس سے قرآن بھرا پڑا ہے۔"

پھر فرماتے ہیں:۔ "[illegible] پیشگوئی [illegible] اور [illegible] عذاب [illegible] موجود تھا کہ خدا تعالیٰ عذاب [illegible] سنت اور عادت [illegible] پابند ہو جس کا کہ قرآن کریم میں ثبوت موجود ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] اپنی کتاب میں یہ الٰہی قاعدہ [illegible] کہ فاسقوں اور کافروں کی [illegible] تو بہ [illegible] میعاد [illegible] اور [illegible] رجوع کرتے ہیں [illegible] (تتمہ [illegible])

مذکورہ بالا عبارت [illegible] جس [illegible] رجوع [illegible] پہلے لکھا جا چکا ہے کہ [illegible] تقدیر [illegible] قسم [illegible] معلق ہے [illegible] اور جب ہلاک [illegible] میعاد [illegible] ضرور ہوگا جو کسی طرح [illegible] سکتا [illegible] جیسا کہ آتھم کی ہلاکت [illegible]۔

جیسا کہ آپ فرماتے ہیں [illegible] وقت [illegible] تعالیٰ [illegible] وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے [illegible] تیار ہوں [illegible] اور [illegible] تیار ہوں اور جس اللہ جلّ شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ [illegible] (جنگ مقدس)

پھر اسی طرح اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ [illegible] وہ ایک قطعی اور یقینی ہے جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں اور تقدیر مبرم ہے۔"

یہ پیشگوئی بھی آتھم کی پیشگوئی کی طرح شرطی ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"[illegible] پیشگوئی [illegible] کے [illegible] ہو چکے ہیں یہ میں تو بی تو بی فان البلاء علیٰ عقبک [illegible] (تتمہ [illegible])

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲) اب قطع نظر ان تمام گفتگو کے جو ہے کہ یہ پیشگوئی بھی آتھم کی پیشگوئی کی طرح مشروط بشرط تھی … پس جس طرح آتھم کی ہلاکت کا بیان کرتے ہوئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شرط کوئی نہیں حالانکہ شرط ملحوظ ہے اسی طرح یہاں تقدیر مبرم کہتے ہوئے بھی شرط ملحوظ ہے۔ ورنہ جس طرح آتھم کے قسم کھا لینے پر اس کی ہلاکت تقدیر مبرم ہے اسی طرح یہاں داماد محمدی بیگم کا شرارت کی طرف رجوع رہنے پر اس کی ہلاکت تقدیر مبرم ہے اور اس کے ہلاک ہونے کے بعد نکاح کا ہونا تقدیر مبرم ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارات کو یکجائی نظر سے دیکھنا چاہئے۔ ورنہ ایک حصہ کو علیحدہ کر کے لگا لینے سے تو قرآن مجید پر بھی کئی اعتراض وارد ہو سکتے ہیں۔

حقیقۃ الوحی کے حوالہ سے ظاہر ہے کہ یہ سب کارروائی شرطی تھی۔ اور اگر کسی جگہ اس شرط کا ذکر نہیں کیا تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ جب الہام میں شرط موجود ہے تو وہ ہر جگہ مد نظر رکھی جائیگی۔ چاہے اس کا ذکر کیا جائے یا نہ کیا جائے خود الہام وہ یہ ہے الہام لا تبدیل لکلمات اللہ سے پہلے کذبوا بآیاتنا وکانوا بہا یستہزءون قرآن میں بھی بتایا گیا ہے کہ اگر وہ تکذیب اور استہزاء کو جاری رکھیں گے اور باز نہیں آئینگے تو پھر نشان رادھا الیک کا دکھایا جائیگا ورنہ نہیں۔

مگر سلطان محمد نے جب اپنی پہلی حالت کو بدلا۔ اور اس پر عذاب نہ آیا تو انجام آتھم میں تمام مخالفین کو جو کہا گیا اور غیرت دلائی کہ اس کی تکذیب کا اشتہار دلاؤ۔ مگر اس نے تکذیب کا اشتہار نہ دیا تو کذبوا بآیاتنا جو پہلی شرط الہام میں تھی اس نے اسکو پورا نہ کیا۔ اور استہزاء وغیرہ سے باز آگیا تو شرط کے مطابق اس پیشگوئی کا ظہور ہوا۔
اس پیشگوئی میں ایک نشان نہیں تھا بلکہ کئی نشان تھے (۱) نکاح سے خوف زدہ ہو کر … رادھا الیک سے ظاہر ہے (۲) جبتک نکاح غیر سے نہ ہو والد دختر کا زندہ رہنا … یا پانچ سال تک جبتک کہ دوسری جگہ نہ بیاہی جائے زندہ رہا (۳) نکاح کر دینے کے بعد تین سال کے اندر اندر … فوت ہو گیا (۴) اس لڑکی کا ان واقعات تک زندہ رہنا۔ (۵) خود حضرت اقدس کا ان سب واقعات تک زندہ رہنا (۶) لڑکی کا نکاح غیر سے ضرور ہوگا (۷) لا تبدیل لکلمات اللہ یہ سب باتیں ہوئیں اور کسی روکنے والے کی روک نہیں چلی (۸) اس خاندان کے ممبر جو … سلسلہ میں داخل ہونیوالے ہونگے۔ وہ برکات سے حصہ پائینگے اور جو … کے مخالف ہونگے وہ ذلت اور مصیبت پائینگے (۹) انت معی وانا معک آپ ہر ابتلاء میں ثابت قدم رہے اور خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو (۱۰) عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا خدا تعالیٰ نے … سے مقام … بھی نہیں … امریکہ افریقہ … وغیرہ سب … میں آپ کی تعریف کی جاتی ہے اگر مولوی صاحب کو نظر نہیں آتا اور لا یبصرون کے گروہ میں شامل ہونے کی وجہ سے نہیں دیکھ سکتے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

پیشگوئی کی غرض پوری ہوگئی

خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ وما نرسل بالآیات الا تخویفا کہ نشانات کی غرض تخویف و انذار ہے۔ پس جب غرض حاصل ہو جائے۔ تو پھر وعید کو تبدیل کر دینا کیا ضرورت ہے اور اس پیشگوئی کے متعلق تو حضرت مسیح موعودؑ فرما چکے ہیں۔

"یہ پیشگوئی اس قوم کے ڈرانے کے لئے ہے جن کی طبیعتوں میں الحاد اور تمرد و غلو رنگ گیا تھا۔ اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے بعض کلمات میں فرمایا کہ یہ لوگ میری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں۔ اور میرے نشانوں سے ٹھٹھا کرتے ہیں۔" (تبلیغ رسالت جلد ۱ صفحہ ۱۱۶)

اور اسی طرح اشتہار مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں آپ فرماتے ہیں۔

"غرض یہ لوگ جو مجھ کو میرے دعوے الہام میں مکار اور دروغگو خیال کرتے تھے اور اسلام اور قرآن شریف پر طرح طرح کے اعتراض کرتے تھے اور مجھ سے کوئی نشان آسمانی مانگتے تھے۔"

پس اس نشان کے دکھانے کی غرض ان کو ڈرانا اور اسلام کی صداقت ان کے دلوں میں بٹھانا تھی۔ سو وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے پوری ہوگئی۔ کیونکہ اس پیشگوئی کے بعد کچھ رشتہ دار تو ان کے ہلاک ہوگئے۔ اور باقیوں میں سے اکثر سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوگئے۔ جن کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) اہلیہ مرزا احمد بیگ (۲) سردار بیگم دختر مرزا احمد بیگ (۳) سردار بیگم کے خاوند مرزا محمد بیگ۔ مرزا احمد بیگ کی اہلیہ کی بہن کے فرزند ہیں۔ (۴) عنایت بیگم دختر احمد بیگ (۵) دو لڑکیاں اور ہیں جو احمدی ہیں (۶) دختر مرزا امام الدین اہلیہ مرزا سلطان محمد صاحب (۷) تمام خاندان مرزا سلطان احمد صاحب (۸) مرزا نظام الدین کے فرزند مرزا گل محمد صاحب (۹) تائی صاحبہ اہلیہ مرزا غلام قادر صاحب بھی بیعت میں داخل ہیں۔ بلکہ وصیت کر کے روپیہ بھی داخل خزانہ کر چکی ہیں۔

پس جبکہ مطابق شرط کے پیشگوئی کا ظہور ہوا۔ اور اس کی غرض بھی پوری ہوئی پھر بھی یہ کہنا کہ پیشگوئی غلط نکلی قرآن مجید اور علوم حقہ سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ اور اس پیشگوئی کا ایک بڑا مقصد یہ بھی تھا۔ کہ قرآن مجید کے معارف اور حقائق کھولے جائیں۔ تا لوگوں کو معلوم ہو۔ کہ پیشگوئیوں کے اصول کیا ہیں اور کس طرح پیشگوئیوں کا ظہور ہوتا ہے۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"اور اس زمانہ میں اس سے یہ فائدہ بھی مقصود ہے کہ جو علوم ربانی دنیا سے اٹھ گئے تھے۔ پھر لوگوں کی نظر پر آجائیں اور معارف فرقانی کی تجدید ہو جائے اور نہ صرف پیشگوئی ظاہر ہو بلکہ ساتھ اس کے معارف بھی تازہ ہو جائیں۔" (تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۱۶)

الحمد للہ کہ یہ غرض بھی اس پیشگوئی سے پوری ہوئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تقدیر مبرم یہاں تک تو ہم نے نفس پیشگوئی کے متعلق بحث کی ہے اور دکھایا ہے کہ پیشگوئی شرطی تھی اور شرط کے مطابق پوری ہوئی لیکن ایک بحث تعلق سے تقدیر مبرم کے بدلنے کا بھی اٹھایا کرتے ہیں سو یاد رکھنا چاہیئے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ملہم ایک بات کو تقدیر مبرم قرار دیتا ہے۔ مگر وہ درحقیقت تقدیر مبرم نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ پوری نہیں ہوتی۔ جیسا کہ امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوبات میں فرماتے ہیں۔ "حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہ در بعضے از رسائل خود نوشتہ اند کہ در قضای مبرم ہیچکس را مجال نیست کہ تبدیل دہد مگر مرا کہ اگر خواہم بجا آرم تصرف کنم۔۔۔ قضائے معلق بر دو نوع است قضائیست کہ تعلیق او در لوح محفوظ ظاہر ساختہ اند و ملائکہ را براں اطلاع دادہ اند۔ و قضائے تعلیق او نزد خدا است جل شانہ و بس در لوح محفوظ صورت قضائے مبرم دارد و این قسم آخر از قضاء معلق نیز احتمال تبدیل دارد و رنگ قسم اول"۔ سید محی الدین جیلانی نے اپنے ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ قضائے مبرم میں کسی کو مجال تصرف نہیں۔ لیکن اگر میں چاہوں تو تصرف کر سکتا ہوں۔ اس قول کے متعلق مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اس قول کے معنی مجھے سمجھا دئے۔ وہ یہ ہیں۔ کہ قضائے معلق کی دو قسمیں ہیں ایک قسم قضاء معلق کی ایسی ہے کہ اس کی تعلیق لوح محفوظ میں ظاہر کی ہوتی ہے اور فرشتوں کو بھی اس پر اطلاع دی جاتی ہے۔ اور ایک قضاء وہ ہوتی ہے۔ جس کا معلق ہونا صرف خدا کو معلوم ہوتا ہے لوح محفوظ میں وہ قضاء مبرم کی صورت پر ہوتی ہے۔ اور یہ دوسری قسم قضاء معلق کی پہلی قسم کی طرح احتمال تبدیل کا رکھتی ہے۔

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ بعض تقدیریں معلق بھی تقدیر مبرم کی طرح ہوتی ہیں اور الہامات میں ظاہراً معلوم نہیں ہوتیں۔ اس کے معلق ہونے کا علم صرف خدا تعالیٰ کو ہی ہوتا ہے۔ [illegible] یہی خیال کرتا ہے کہ یہ تقدیر مبرم ہے۔ معلق نہیں ——— مگر بوجہ اس تعلیق کے جو خدا تعالیٰ کے نزدیک ہے وہ تقدیر [illegible] ہوتی ہے۔

حدیث پھر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تقدیر مبرم بدل سکتی ہے:۔ (۱) **وقنی شر ما قضیت** ای خدا تو مجھے اس شر سے محفوظ رکھ جس کا تو فیصلہ کر چکا ہے۔ پس جس کا خدا تعالیٰ فیصلہ کر چکا ہو کہ ایسا ہو کر رہیگا وہ بدل سکتا ہے۔ تو تقدیر مبرم کیوں نہیں بدل سکتی۔ کیونکہ تقدیر مبرم اور جس امر کا خدا تعالیٰ فیصلہ کر چکا ہو کہ یوں ہوگا ایک ہی بات ہے۔ (۲) الدعاء جند من اجناد اللہ مجندۃ یرد القضاء بعد ان یبرم کہ دعا خدا تعالیٰ کے لشکروں سے ایک لشکر ہے۔ یہ قضاء کو اس کے مبرم ہونے کے بعد بھی رد کر دیتی ہے۔ (۳) اکثر من الدعاء فان الدعاء یرد القضاء المبرم (کنز العمال جلد اول صفحہ ۱۴۷) انس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ کثرت سے دعا کرو کیونکہ دعا قضاء مبرم کو بھی بدل دیتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ حدیث بالکل صاف ہے کہ کسی قسم کا شبہ نہیں رہتا۔ غرض مبرم کا صرف لفظ دیا ہے۔

سچ ہے۔

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے — اے میرے فلسفیو زورِ دعا دیکھو تو

حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک تقدیر مبرم

حدیث اور امام ربانی کے قول سے معلوم ہو چکا ہے کہ تقدیر مبرم بدل سکتی ہے۔ اب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذہب لکھتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں

"نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کا لڑکا قادیان میں سخت بیمار ہو گیا اور آثار یاس اور نومیدی کے ظاہر ہو گئے۔ انہوں نے میری طرف دعا کیلئے التجا کی۔ میں نے اپنے بیت الدعا میں جا کر ان کے لئے دعا کی۔ اور دعا کے بعد معلوم ہوا کہ گویا تقدیر مبرم ہے اور اس وقت دعا کرنا عبث ہے۔ تب میں نے کہا کہ یا الٰہی اگر دعا قبول نہیں ہوتی۔ تو میں شفاعت کرتا ہوں کہ میرے لئے اس کو اچھا کر دے۔ یہ لفظ میرے منہ سے نکل گئے مگر بعد میں بہت نادم ہوا۔ کہ یہ میں نے کیوں کہا۔ اور ساتھ ہی مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوئی مَن ذَا الَّذِی یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یعنی کس کو مجال ہے کہ بغیر اذن الٰہی شفاعت کرے۔ میں یہ وحی سن کر چپ ہو گیا۔ اور ابھی ایک منٹ نہیں گذرا ہو گا کہ پھر یہ وحی الٰہی ہوئی۔ کہ اِنَّکَ اَنْتَ الْمَجَازُ یعنی تجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی گئی۔ بعد میں، میں نے دعا پر زور دیا۔ اور مجھے محسوس ہوا کہ اب یہ دعا خالی نہیں جائے گی۔ چنانچہ اسی دن بلکہ اسی وقت لڑکے کی حالت روبصحت ہو گئی"

مذکورہ بالا حوالہ سے ظاہر ہے کہ بعض ایسی تقدیریں ہوتی ہیں جن کی تعلیق صرف خدا کو معلوم ہوتی ہے۔ فرشتے بھی اسے تقدیر مبرم سمجھتے ہیں۔ اور ظاہری طور پر الہام ہو بھی تب بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ تقدیر مبرم ہے۔ غلط فہمی میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ایسی تقدیر بھی مبرم بیان ہوا کرتی ہے۔

تیسرا الہام چھٹی شہادت

خلاصہ اعتراض:۔ مولوی صاحب تریاق القلوب کے حاشیہ صفحہ ۱۳ اور ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۷ سے عبارت نقل کرتے ہیں:۔

"خود مرزا صاحب اور مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول [illegible] صاحب کی جو بنگال [illegible] ہے حالانکہ وہ بھی الٰہی فیصلہ کر چکے ہیں [illegible] ہوئی"

جواب:۔ [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ السلام [illegible] ایک [illegible] کی شہادت ہے۔ [illegible] حضرت مسیح موعود کی شہادت [illegible] مخالفین کی شہادتیں پیش کرتے ہیں:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱) ضمیمہ براہین احمدیہ کے جس صفحہ سے مولوی ثناء اللہ صاحب نے بات نقل کی ہے اسی صفحہ میں حضرت مسیح موعود نے اپنی عمر کا بھی ذکر کیا ہے
بہتر تھا کہ مولوی صاحب خود ہی نقل کر دیتے۔ مگر کیوں کرتے، بات نہیں بنتی تھی۔ سنئے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔
"اب میری عمر ستر برس کے قریب ہے ... یہی مدت گذر گئی کہ خدا تعالیٰ نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری
عمر اسّی برس کی ہوگی اور یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۷)
اور تریاق القلوب صفحہ ۶۸ سے ظاہر ہے کہ آپ کی عمر چالیس برس کی تھی کہ مکالمہ مخاطبہ شروع ہوا۔ تو ۱۲۹۰ھ ملا کر کل ستر برس ہوئے اور یہ
کتاب ۱۹۰۵ء میں لکھی گئی ہے تو ستر سال شمسی لحاظ سے ہوئے قمری لحاظ سے ۷۲ سال ہوئی۔

(۲) اعجاز احمدی صفحہ ۳ میں فرماتے ہیں "آتھم کی عمر میری عمر کے برابر تھی قریب ۶۴ سال کے"
اور آتھم ۱۸۹۶ء میں مرا اسے دیکھ لو اب ۱۵ سال زندہ ہے۔ اس لحاظ سے آپ کی عمر ۷۹ سال کے قریب ہوئی۔

(۳) حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۹ "یہ عجیب امر ہے اور میں اس کو خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں کہ ٹھیک ۱۲۹۰ھ میں خدا تعالیٰ
کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ مخاطبہ پا چکا تھا" اور تریاق القلوب صفحہ ۶۸ میں فرماتے ہیں۔ "پھر جب میری عمر چالیس برس
تک پہنچی تو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام اور کلام سے مجھے مشرف کیا"
معلوم ہوا کہ ۱۲۹۰ھ میں آپ کی عمر چالیس سال کی تھی اور ۱۳۲۶ھ میں آپ نے وفات پائی تو آپ کی عمر اس حساب سے ۷۶ سال ہوئی
مندرجہ بالا عبارات سے ظاہر ہے کہ آپ کی عمر پیشگوئی کے مطابق ہوئی۔ مگر پھر بھی مولوی ثناء اللہ کا یہ لکھنا کیسا ہے۔
"چودھویں صدی کے شروع ہوتے وقت ... کی عمر چالیس سال کی تھی" (شہادت مرزا صفحہ ۱۵) پھر دوسرا حوالہ لکھ کر
"مرزا صاحب نے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو انتقال کیا۔ یہ نتیجہ نکلا کہ خود مرزا صاحب اور مولوی نورالدین صاحب خلیفہ قادیان
کی شہادت سے مرزا صاحب کی عمر بمشکل ۶۶ سال تک پہنچتی ہے جیسا ہم کہہ چکے ہیں۔" کیونکہ مولوی ثناء اللہ جو عبارت حضرت مسیح موعود
کی طرف منسوب کرتے ہیں اس لحاظ سے آپ کی عمر کل ۶۶ سال بنتی ہے۔ مگر میں ناظرین کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ الفاظ حضرت مسیح موعود کے
نہیں ہیں۔ بلکہ چودھویں صدی کے یہودی کی یہودیانہ تحریف ہے۔ اصل عبارت وہ ہے جو خود ہی مولوی صاحب نے اپنی کتاب کے
صفحہ ۳۰ میں لکھی ہے اور وہ یہ ہے۔ "عجیب اتفاق ہے کہ میری عمر کے چالیس برس پورے ہوئے تو صدی کا سر بھی آ پہنچا"
(تریاق القلوب صفحہ ۶۸)
پس اس سے یہ مراد نہیں کہ ۱۳۰۰ھ میں چالیس برس کی عمر ہوئی تھی بلکہ اس صدی کے سر سے مراد ۱۲۹۰ھ ہے کیونکہ صدی
کا سر پچھلی صدی کے آخر میں بھی ہوتا ہے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔
"لیکن چونکہ خدا ... صدی کا مثلاً تیرھواں ... اس صدی کا ... جو ... بعد شروع ہونے والا ہے۔ ۔ ۔
. . . . . . اس لئے یہ محاورہ ہر ایک قوم کا ہے کہ علاوہ کسی صدی کے آخری حصہ کو
جبکہ گویا صدی ختم ہونے کو ہے دوسری صدی پر جو شروع ہونے والی ہے اطلاق کر دیتے ہیں مثلاً کہہ دیتے ہیں کہ
فلاں مجدد بارھویں صدی کے سر پر پیدا ہوا حالانکہ وہ گیارھویں صدی کے آخر میں ظاہر ہوا ہو جو گیارھویں صدی کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چند سال بنتے اس نے غلط کیا ہو" (تحفہ گولڑویہ ایڈیشن دوم حاشیہ صفحہ ۱۵۰) اور حقیقۃ الوحی کے مطابق

تو یہ نکلتا ہے کہ آپکی عمر ۷۴ سال ہوئی

اور خلیفہ اول نے سنہ پیدائش ۱۸۳۹ء لکھا ہے مگر ۱۸۳۵ء جیسا کہ مولوی صاحب لکھتے ہیں اور اگر ۱۸۳۹ء کو پیش نظر رکھا جائے تو آپکی کل عمر ستر برس بنتی ہے جو قمری لحاظ سے قریب ۷۲ برس ہے۔ جو حضور صاحب کے نزدیک مصداق الہام ہو سکتی ہے کیونکہ ۸۰ ۸۱ کے بعد جو بیان ہوا یا پانچ چھ زیادہ کا الہام ہے چند سال زیادہ یا کم کا مفہوم ہے۔ اور مولوی ثناء اللہ نے بھی اپنی تفسیر کے صفحہ ۳۹۲ پر بضع سنین کے معنی الی العشرہ یعنی بضع سے مراد دس سال لئے ہیں۔ مگر یاد رکھنا چاہئے خلیفہ اول نے قطعی اور یقینی طور پر نہیں لکھا بلکہ تخمینہ کہی ہے۔

چنانچہ خلیفہ اول کی دوسری شہادت پیش کرتے ہیں۔ آپ ریویو آف ریلیجنز جلد ۸ صفحہ ۲۷۰ میں تحریر فرماتے ہیں:

"مرزا صاحب کی عمر کیا تھی جب آپکا انتقال ہوا ہم نے بڑی کوشش کی مگر پتہ لگا کہ مرزا سلطان احمد صاحب نے کا سنہ ۱۸۳۶ء یا ۱۸۳۷ء بتایا ہے پس اس حساب سے آپکی عمر قمری حساب سے چوہتر پچھتر ہوتی ہے۔ اور کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا۔ اور حضرت نے نصرۃ الحق میں ایسا ہی لکھا ہے"

اس سے ظاہر ہے کہ نور الدین میں ۱۸۳۹ء سن پیدائش قرار دینا یقینی اور قطعی بات نہیں تھا۔ مرزا سلطان احمد صاحب کی روایت صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اور اب ہم دوسرے طریق سے مرزا سلطان احمد صاحب کی روایت پیش کرتے ہیں جسے حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اپنی کتاب سیرۃ المہدی حصہ ۱۹۶ و ۱۵۰ میں لکھا ہے:

(۱) "خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں نے عزیز مرزا رشید احمد سے کہا کہ مرزا سلطان احمد صاحب سے دریافت کرو ... سلطان احمد صاحب سے دریافت کیا تھا کہ آپکو حضرت مسیح موعودؑ کے سن ولادت کے متعلق کیا علم ہے تو انہوں نے کہا کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے ۱۸۳۶ء میں آپکی ولادت ہوئی تھی۔"

(۲) "خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں نے مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کے ذریعہ مرزا سلطان احمد صاحب سے دریافت کیا تھا کہ آپکی پیدائش کس سال کی ہے تو انہوں نے کہا کہ مجھے صحیح معلوم نہیں۔ بعض کاغذوں میں تو ۱۸۵۶ء لکھا ہوا ہے مگر ہندو پنڈت مجھے کہتا تھا کہ میری پیدائش سمت ۱۹۱۳ بکرمی کی ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ۱۹۰۵ بکرمی ... کہ والد صاحب کی عمر میری ولادت کے وقت کم و بیش اٹھارہ سال کی تھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ۱۹۱۳ بکرمی والی روایت زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ دوسرے قرائن اس کے مؤید ہیں۔ نیز یہ بات بھی ہے کہ ہندو پنڈت ایسی باتوں کی حفاظت میں بہت ماہر ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے مرزا سلطان احمد صاحب کی پیدائش ۱۸۵۶ء کے قریب کی بنتی ہے۔ اور اگر اس وقت حضرت صاحب کی عمر اٹھارہ سال سمجھی جاوے تو آپ کا سنہ ولادت وہی ۱۸۳۶ء کے قریب پہنچتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ۱۸۳۶ء والی روایت صحیح ہے اس کا ایک اور بھی ثبوت ہے اور وہ یہ کہ حضرت صاحب نے لکھا ہے (دیکھو التبلیغ در آئینہ کمالات اسلام) وہاں بھی فرمایا کہ میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

[illegible] سعیت [illegible] گئے تھے [illegible]
[illegible] یقینی [illegible]
[illegible]
[illegible] صاحب کو [illegible]
خدمات [illegible] حضرت صاحب کی [illegible]
[illegible] وھو المراد [illegible]
تشریح کی ضرورت نہیں۔

مخالفین کی شہادتیں (۱) [illegible]
[illegible]
[illegible]
سال کی عمر بنتی ہے۔

(۲) مولوی محمد حسین بٹالوی [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت [illegible]
[illegible] سال [illegible]

(۳) [illegible] مولوی ثناء اللہ صاحب [illegible]
[illegible] قصی الدہر علی نفسہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] غالب آ گئے [illegible]"

دوسرا [illegible] مرزا صاحب کی [illegible]
[illegible]

تیسرا بیان [illegible]
[illegible]

[illegible]

فیصلہ کا ایک آسان طریق [illegible]
ان کے روایات شائع ہوئے۔ مگر مولوی صاحب پھر وہی اعتراض کئے جاتے ہیں۔ [illegible] فیصلہ کا ایک آسان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طریق پیش کرتے ہیں جو صحابہ کے طرزِ عمل سے معلوم ہوتا ہے [illegible] وجہ [illegible] مجتبائی صفحہ ۳۰۳ باب فی عدۃ الحامل میں لکھا ہے عبداللہ رضی اللہ کا قول آیا ہے: "عن عبداللہ قال من شاء [illegible] سورۃ النساء القصریٰ [illegible] اربعۃ اشھر و عشرا" عبداللہ رضی اللہ عنہ [illegible] ہے کہ [illegible] جب [illegible] تیار ہوں [illegible] بات یہی ہے کہ سورہ طلاق سورۃ بقرہ کے بعد نازل ہوئی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"نبیوں اور ملہموں [illegible] کی سچائی کے ذمہ دار ہوتے ہیں اپنے اجتہاد کے کذب اور خطاء [illegible] سے وہ ماخوذ نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ [illegible] کہ خدا [illegible] صفحہ

[illegible] حضرت مسیح موعود کے الہامات ان تینوں تعہدات [illegible] اعتراض کیا ہے مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) [illegible] فسیکفیکھم اللہ [illegible] الاشبال [illegible]

(۲) [illegible] متعلق [illegible] علامت [illegible] لا بعید [illegible]

(۳) [illegible] کے متعلق [illegible] نکاح سے [illegible] سال تک اور ایسا ہی [illegible] تین سال تک فوت ہو جائیگا۔

ان الہامات کو [illegible] صاحب [illegible] سمجھے ہوئے ہیں [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ پر [illegible] خدا تعالیٰ کی طرف جھوٹ منسوب کیا ہے تو پھر بھی عبداللہ [illegible] کرنے والا ماننا [illegible] خدا تعالیٰ کی [illegible] ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ پر افترا نہیں کیا [illegible] یقین [illegible] خدا تعالیٰ [illegible] دعوت دیتا ہوں وہ مباہلہ [illegible] خدا تعالیٰ [illegible]

[illegible]

قولہٗ۔ [illegible] صاحب [illegible] سے الزام سے [illegible] گردن [illegible]

[illegible] خود [illegible]

اقول۔ [illegible] مسیح موعود [illegible] کے متعلق [illegible] آپ [illegible] کی [illegible]

[illegible] کا قول [illegible] متعلق [illegible] وہ خود ہی [illegible] اصول [illegible] ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور الہام کے مطابق ثابت ہوئی ہے۔ اسی طرح آپ دوسرے الزامات سے بھی بری کئے گئے کوئی نہیں جس جو آپ پر صحیح نہ لگا سکے جھوٹ بولنے سے بچتے رہتے ہیں ہی کی کوئی نہیں بگاڑ سکتے۔ یہ ایک ہدم ہے لا یستحق الا من التحریف ذکرا۔ دیکھو وہ وقت آئیگا کہ مولوی ثناء اللہ اور دوسرے مخالفین کی کتب جن میں آپ پر جھوٹے الزامات اور اتہامات اور [illegible] کئے گئے ہیں، ردی سمجھی جائینگی بلکہ نہیں معلوم کہ حضرت مسیح کے خلاف کس قدر اشتہار پڑھے جاتے تھے جن میں بہت گندی گالیاں دی جاتی تھیں۔ [illegible] اور [illegible] کی بیویوں کا نام لیکر فحش شعر پڑھے جاتے تھے مگر وہ سب قصائد کہاں گئے اور کسی کو [illegible] بھی نہیں [illegible] اسی طرح مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف کتابوں میں جس قدر الزامات درج ہیں وہ کسی [illegible] کا [illegible] جس قدر آپ پر الزامات لگائے گئے ہیں بالکل شائع ہو جائینگے۔

ساتویں شہادت

خلاصہ اعتراض: [illegible] صاحب [illegible] کی عبارت نقل کر کے لکھتے ہیں:

"اس سال میں جب کہ مرزا صاحب نے حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح [illegible] درمیانی زمانہ کو چودہ سو برس کا قرار دیا کیونکہ چودہ سو برس [illegible]" پھر تحفہ گولڑویہ کی عبارت کے متعلق لکھتے ہیں۔

"[illegible] چودہ سو برس [illegible] چودھویں صدی [illegible] بلکہ [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب ایکسو سال قبل از وقت [illegible] تشریف لے آئے کیونکہ [illegible] مسیح موعود کی تشریف آوری کا وقت چودہ سو سال کے بعد ہے۔ اور آپ چودھویں صدی کے [illegible] ہیں۔ ثابت ہوا کہ آپ ایکسو سال پہلے تشریف لائے ہیں۔"

جواب: یہ اعتراض محض [illegible] کا نتیجہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہیں یہ نہیں لکھا کہ مسیح موعود بھی چودہ سو سال کے بعد آئیگا [illegible] کہ [illegible] چودہ سو برس کا عرصہ [illegible] ثابت کریں بلکہ مسیح محمدی کے لئے چودھویں صدی میں ان کا ظہور ہی قرار دیتے ہیں جیسا کہ آپ لکھتے ہیں:

(۱) "ضرور تھا کہ آخری خلیفہ اس امت کا [illegible] مثالی [illegible] اور [illegible] کہ جو [illegible] مشابہ ہو جس وقت میں بعد حضرت موسیٰ [illegible] ابن مریم [illegible] چودھویں صدی میں یا اسکے قریب۔"

(۲) "اس لحاظ سے کہ حضرت مسیح حضرت موسیٰ سے چودہ سو برس بعد آئے یہ ماننا پڑتا ہے کہ مسیح موعود کا اس زمانہ میں ظہور کا ظاہر ہی ہوا۔" (شہادت القرآن [illegible]) یعنی آپ دونوں زمانوں میں فرق بتاتے ہیں:۔

وہ جیسا حضرت مسیح حضرت موسیٰ کے بعد [illegible] چودہ سو برس بعد آئے تھے۔ اسی طرح مسیح موعود نے بھی چودھویں صدی کے سر [illegible] (شہادت [illegible] ۲۰۰۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہی کے ساتھ اس تحفہ گولڑویہ کی عبارت [illegible] ہیں جو یہ ہے:-

"تیسری شہادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے میری یہ ہے کہ وہ ظاہر نہیں ہوئے جب تک حضرت موسیٰ [illegible] وفات پر چودھویں صدی کا [illegible] میں [illegible] بھی آنحضرت صلعم کی ہجرت سے چودھویں صدی [illegible] سر پر مبعوث ہوا ہوں" (تحفہ گولڑویہ صفحہ [illegible] طبع اول)

اس میں بھی آپ نے اپنا زمانہ چودھویں صدی کا سر قرار دیا [illegible] عیسیٰ کا زمانہ چودھویں صدی کا ظہور [illegible] اس وقت بھی صادق آتا ہے بلکہ چودھویں صدی [illegible] [illegible]

[illegible] کی عبارت مندرجہ صفحہ ۱۹۲ سے اعتراض کرنا یہی حماقت کا ثبوت دینا ہے کیونکہ [illegible] [illegible] جیسا کہ [illegible]

[illegible] جو [illegible] ابن مریم کی [illegible] [illegible] کے لئے [illegible] اپنے [illegible] [illegible] اور [illegible] (صفحہ ۱۹۲-۱۹۳)

[illegible] کا [illegible] [illegible] چودھویں صدی [illegible] چودھویں صدی [illegible] اب [illegible] اور دوسرے [illegible] [illegible]

اگرچہ عیسائیوں نے یہ غلطی سے [illegible] کہ یسوع [illegible] چودھویں صدی [illegible] ظاہر ہوا تھا مگر یہ انہوں نے غلطی کی ہے یہودیوں کی [illegible] ثابت ہے کہ یسوع یعنی حضرت عیسیٰ موسیٰ سے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا۔ اور یہی قول صحیح ہے۔ [illegible] [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ابھی [illegible] بہت کافی ہوتی ہے پس اگر
عیسائیوں کا قول قبول کر لیں کہ حضرت عیسیٰ [illegible] ہوئے تھے تاہم مخالف نہیں کیونکہ
چودھویں اور پندرھویں صدی [illegible] کچھ حرج نہیں [illegible] مگر ہماری جگہ
[illegible] کے بعد عین چودھویں صدی
میں مدعی نبوت ہوا تھا [illegible] کے تراجم کے صحیح ہیں [illegible] ضمیمہ
[illegible]

پھر [illegible] پر متفق ہیں کہ عیسیٰ نے
جس زمانہ میں دعویٰ نبوت کیا وہ زمانہ حضرت موسیٰ [illegible] عیسائیوں میں سے پروٹسٹنٹ
مذہب والے [illegible] چودھویں صدی [illegible] حضرت عیسیٰ نے دعویٰ نبوت
کیا۔ پروٹسٹنٹ کا قول یہودیوں سے متفق [illegible] بھی مان لیں تو
اس قدر قلیل فرق [illegible] (تحفۂ گولڑویہ ؟) [illegible]
پس حضرت مسیح موعود [illegible] حضرت عیسیٰ کی [illegible]
اور عیسائیوں [illegible] عیسائی پندرھویں صدی
[illegible] حضرت مسیح موعود [illegible] اور [illegible] کا حساب
[illegible]

چودھویں [illegible] بلکہ
چودھویں صدی کے سر پر [illegible] حضرت مسیح موعود [illegible]
[illegible] حکم میں ہے دوسری
[illegible]

[illegible] اور اگر [illegible] تقسیم
بھی کی جائے تو اس کا جواب حضرت [illegible] ثابت نہیں کر
اور ۱۴۵۰ والے حساب کو خود [illegible] مشابہ بیضہ میں اور
مورخ گبن نے [illegible]

حضرت مسیح موعود کی تحریرات [illegible] دکھا دیگی جو
مخالفت [illegible] چاہئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قولہ - دوسری تردید - مذکورہ بالا تردیدی بیان کے سوا ایک بیان مرزا صاحب کا ایسا صاف ہے جو ان دعووں کے مخالف ہے جو آپ ایک جگہ مسلمانوں کو سمجھاتے ہیں

"اگر خدا تعالیٰ کو [illegible] منظور نہ ہوتا [illegible] قطعی طور پر پیشگوئی کا بیان کرنا ارادہ الٰہی ہوتا تو پھر شروع [illegible] عرب میں بنی اسمٰعیل سے ایک نبی پیدا ہوگا جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا" (ازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۲۰۸)

اس بیان میں مرزا صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ حضرت موسیٰ کے بعد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پورے اکیس صدیاں گذر کر اکیسویں صدی میں پیدا ہوئے [illegible] یہ ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ اور سرور کائنات کا درمیانی زمانہ [illegible] ہے کچھ شک نہیں [illegible] کی ولادت عیسوی [illegible] ۲۲ اپریل ۵۷۱ء کو ہوئی اور بعثت رسالت ۱۲ فروری ۶۱۰ء کو ہوئی تھی [illegible] سو سال اکیس صدیاں [illegible] حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ کا درمیانی زمانہ [illegible] سو [illegible] پس نتیجہ صاف ہے کہ مرزا صاحب پیشگوئی کے مطابق مقررہ وقت پر نہیں آئے۔

اقول - کسی یہود کے [illegible] پندرہ سو سال کا فاصلہ [illegible] آنحضرت [illegible] وقت مقررہ سے پہلے آگئے [illegible] اب ہم اس کی غلطی بتاتے ہیں [illegible] نہیں ہے بلکہ بحساب یہود ایک سو سال [illegible] میں لکھا ہے کہ یہودیوں کے نزدیک مسیح کی پیدائش [illegible] تسلیم شدہ تاریخ سے ایک سو سال بعد واقع ہوئی تھی [illegible] کے نزدیک ولادت مسیح [illegible]

[illegible] ایک سو سال پہلے [illegible] ولادت مسیح [illegible] سات سو سال سے کچھ زیادہ بنتا ہے [illegible] صاف لکھتے ہیں [illegible] ولادت [illegible] میں [illegible] ہی صاحب لکھتے ہیں کہ قسطنطین [illegible] کی معرفت مسیح کی پیدائش سنہ ابتدائے عالم سے ۳۹۹۹ قرار دیئے گئے"

اس حساب کی رو سے بھی درمیانی عرصہ بین آنحضرت و حضرت مسیح سات سو برس سے کچھ زیادہ بنتا ہے کیونکہ ابتدائے عالم [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر موجودہ بائیبل کا حساب بھی یہاں [illegible] آنحضرت [illegible] ہجری [illegible] زیادہ ہوتا ہے کیونکہ ۴۰۷۴ سے جو مدت بعد ہبوط آدم [illegible] حضرت آدم [illegible] نکالا جائے تو ۳۶۶ باقی بچتے ہیں۔ اور اسی طرح [illegible] حصہ ۲ صفحہ ۲۵۲ [illegible] آنحضرت [illegible] ایک قول سات سو سال کے متعلق آیا ہے۔

اب [illegible] صدیق [illegible] آنحضرت [illegible] اور [illegible] حساب کی رو سے سات سو ایس [illegible] ۲۰۰۲ سال باقی نکلے اور دوسرے حساب کی رو سے بھی [illegible] ۱۳۵۹ باقی بچتے ہیں اور تیسرے حساب کی رو سے یعنی ۲۳۷ نکال کر ۱۳۶۴ باقی بچتے ہیں۔ ان حسابوں کی رو سے [illegible] حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں ظہور پذیر ہوئے [illegible] ۱۳۰۲ سال [illegible] حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام چودھویں صدی میں ظہور پذیر ہوئے [illegible] یعنی چودھویں صدی میں آنحضرت صلعم کے بعد مسیح موعود مبعوث ہوئے [illegible]

مولوی صاحب کو چاہیئے [illegible] تحریروں کو [illegible] اور پھر کوئی [illegible] اعتراض کی ہو تو اعتراض کرتے [illegible]

آٹھویں شہادت

قولہ:۔ [illegible]

اقول:۔ [illegible] رسالہ میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مولوی صاحب [illegible]

[illegible] چاند گرہن قرار دی گئی تھی۔ منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ جناب مرزا صاحب کی بعثت [illegible] سال [illegible] ہے
مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات [illegible] نہیں [illegible] چھٹے ہزار
میں مسیحیت کے دعوی پر مامور ہوئے [illegible]

(۱) "خدا تعالیٰ نے [illegible] حضرت مسیح [illegible]
تک جس قدر برس گذرے ہیں [illegible]
معلوم ہوگا کہ اب ساتواں ہزار لگ گیا ہے [illegible] چھٹے ہزار میں ہوئی ہے (حقیقۃ الوحی [illegible])

پھر فرماتے ہیں۔ (۲) "[illegible]
[illegible] کہ مسیح موعود [illegible]
[illegible] مسیح موعود کا پیدا ہونا ابتدا سے
[illegible] کیونکہ مسیح موعود [illegible]
چھٹے دن کے آخر میں پیدا کئے گئے ہیں [illegible] چھٹے
ہزار کے آخر میں پیدا ہو" (حقیقۃ الوحی [illegible])

(۳) "[illegible] صفحہ ۶۵۳

(۴) "خدا نے مسیح موعود کو [illegible]
مسیح موعود [illegible]

مرکز [illegible]
زمانہ چھٹا ہزار [illegible]

"اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] چھٹے ہزار میں [illegible]
دعوی کو [illegible]
چونکہ چھٹے ہزار سال [illegible]

[illegible] چھٹے ہزار [illegible]
کہ مسیح موعود چھٹے ہزار [illegible]
کو چاہیئے تھا کہ وہ [illegible]
[illegible] کا منکر عوام الناس کو مغالطہ دینا ہے۔

[illegible] کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بتایا ہے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:۔

(۱) "طاعون جو ملک میں پھیل رہی ہے [illegible] نہیں بلکہ [illegible] اور وہ یہ کہ لوگوں نے خدا کے اس مامور کا انکار کیا جو تمام نبیوں کی پیشگوئی کے مطابق ساتویں ہزار کے سر پر ظاہر ہوا" (دافع البلاء)

(۲) فرماتے ہیں: "[illegible] اور [illegible] کے لئے ضروری تھا کہ آخری حصہ ہزار ششم میں آدم کی شکل پر پیدا ہو [illegible] جس میں آنحضرت صلعم کی بعثت ہوئی اور [illegible] صدی کا سر ہو" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۵)

(۳) فرماتے ہیں: "[illegible] مدت ہوئی کہ ہزار ششم گذر گیا [illegible] اب قریباً ۲۰ سال [illegible] اور اب دنیا [illegible] ہزار ہفتم کو بسر کر رہی ہے" (تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ ۹۵)

ان [illegible] سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود اپنے مامور ہونے [illegible] بیان فرماتے ہیں اور ایک جگہ تو آپ نے بالکل صاف بیان فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کی پیدائش کا چھٹے ہزار میں ہونا [illegible] مامور ہونا [illegible] جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:۔ "یاد رہے کہ اکثر صوفی [illegible] کوئی زیادہ ہیں۔ اپنے مکاشفات کے ذریعہ اس بات کی طرف گئے ہیں کہ مسیح موعود تیرھویں صدی [illegible] یعنی ہزار ششم کے آخر میں پیدا ہوگا [illegible] شاہ ولی اللہ صاحب کا الہام "چراغ دین" [illegible] مہدی موعود کی پیدائش کے [illegible] ہزار ششم کا آخر ہو [illegible] بہت سے [illegible] کے لئے ہزار ششم کا [illegible] مشابہت [illegible] ہے کہ پیدائش مسیح موعود ہزار ششم کے آخر میں ہے" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۸۹)

(۴) فرماتے ہیں "[illegible] اس وقت ہوئی [illegible] تھے" (تحفہ گولڑویہ [illegible] حاشیہ صفحہ ۹۵)

یہ [illegible] صاف دلالت [illegible] ہیں [illegible] مسیح موعود اپنے مامور ہونے [illegible] ساتویں ہزار [illegible] اور پیدائش مسیح موعود کے لئے چھٹا ہزار قرار دیتے ہیں۔ پھر مولوی [illegible] صاحب کا یہ لکھنا [illegible] ساتویں ہزار کے [illegible] جب مبعوث ہوئے [illegible] تو [illegible] کیا ہے۔

اب ہم ان مغالطات کا جواب [illegible] ہیں جو مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود کی عبارات [illegible] دیئے ہیں۔

مغالطہ نمبر ۱۔ مولوی صاحب تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۲ [illegible] کی عبارت نقل کر کے لکھتے ہیں:۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام سے قمری حساب کی رو سے ۴۷۳۹ برس بعد پیدا ہوئے اور شمسی حساب کی رو سے ۴۵۹۸ برس بعد" نقل کر کے لکھتے ہیں [illegible] صاف ہے [illegible] ہجرت سے پہلے تیرہ سال آنحضرت مکہ معظمہ میں [illegible] تیرہ سو ہجری ہوئے [illegible] وقت آنحضرت کا سنہ نبوت ۱۳۱۳ [illegible] قمری حساب ۴۷۳۹ میں [illegible] تیرھویں صدی کے آخر پر دنیا کی عمر ۶۰۵۲ سال ہوتی ہے"

اس عبارت میں اول تو مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود کی عبارت میں تحریف کی ہے [illegible] لکھا ہو آنحضرت صلی اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام سے قمری حساب کی رو سے ۴۷۳۹ برس بعد پیدا ہوئے" حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں پیدا ہونیکا لفظ نہیں بلکہ مبعوث ہونیکا ہے۔ اصل عبارت یہ ہے:" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام سے قمری حساب کی رو سے ۴۷۳۹ برس بعد ہی مبعوث ہوئے ہیں" (تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ ۱۰۰ ایڈیشن اول)

(۲) "لیکن ہمارے بموجب ... آدم صفی اللہ کی پیدائش کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تک یہی مدت گذری تھی یعنی ۴۷۳۹ برس بحساب قمری اور ۴۵۹۸ برس بحساب شمسی" (تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ ۱۵۰ و ۱۵۱)

لفظ "بعثت" اور "ظہور" و نیز "وقت تک" کے الفاظ سے دو ایڈیٹر صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ جب آنحضرت خدا کی طرف سے مامور ہوئے اسوقت ۴۷۳۹ برس تھے جیسا کہ حساب کرتے ہوئے بعد ماموریت قبل ہجرت کے تیرہ سال کو ۱۳۰۰ھ میں شمار کرنا بتلاتا ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور ظہور سے مراد آنحضرت صلعم کی وفات تک کا زمانہ ہے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں: "مسیح ابن مریم حضرت موسیٰ سے چودہ سو برس بعد پیدا ہوا۔ پس جبکہ اس امت کو بھی اپنے نبی صلعم کی بعثت کے عہد سے چودہ سو برس کے قریب گذر گیا ہے" (فتح اسلام)

ظاہر ہے کہ ان دونوں فقروں میں ایک ہی مطلب ادا کیا گیا ہے جیسا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب مرقع بابت دسمبر ۱۹..ء کے صفحہ میں اپنے قلم سے تحریر فرماتے ہیں: "حضرت مسیح حضرت موسیٰ کے انتقال کے چودہ سو برس بعد تشریف لائے اسی بنا پر یہ فرماتے ہیں" کہ مرزا صاحب کو آنحضرت صلعم کے انتقال سے چودہ سو سال بعد پیدا ہونا چاہئے" اس جگہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی بعثت سے مراد انتقال آنحضرت صلعم لیا ہے پس اسی طرح یہاں بھی بعثت سے مراد آنحضرت کی وفات تک کا عرصہ ہے اسی کے نہ سمجھنے کی وجہ سے مولوی صاحب نے ٹھوکر کھائی ہے۔

دوسری جگہ حضرت مسیح موعودؑ بالتصریح فرماتے ہیں: "کہ خدا تعالیٰ نے مجھے کشف کے ذریعہ سے اطلاع دی ہے کہ سورۃ العصر کے اعداد سے بحساب ابجد معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام سے آنحضرت صلعم کے مبارک عصر تک جو عہد نبوت ہے یعنی تئیس برس کا تمام زمانہ یہ کل مدت گذشتہ زمانہ کے ساتھ ملا کر ۴۷۳۹ برس ابتدائے دنیا سے آنحضرت صلعم کے روز وفات تک قمری حساب سے ہیں" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۵۴ و ۱۵۵ ایڈیشن دوم)

اس سے واضح ہے کہ مولوی صاحب نے جو بعثت و ظہور کے لفظ سے سمجھا تھا۔ وہ بالکل غلط ہے۔ اس سے مراد آنحضرت صلعم کی وفات تک کا زمانہ تھا۔ نہ کہ مامور ہونے تک کا زمانہ۔ پس یہی ایک غلطی تھی جس کی وجہ سے مولوی صاحب نے ہجرت سے پہلے کے تیرہ سال ۱۳۰۰ ہجری میں شامل کرکے ۶۰۵۲ سال حضرت مسیح موعودؑ کی ماموریت کا زمانہ بنایا تھا۔ اب ۶۰۵۲ سے ۲۳ سال آنحضرت صلعم کی وفات تک کے نکال دیں تو ۶۰۲۹ برس رہ جاتے ہیں۔

مغالطہ نمبر ۲۔ دوسرا مغالطہ مولوی صاحب نے یہ دیا ہے۔ کہ چھٹے ہزار میں حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت و ظہور سے مراد مامور ہونیکا زمانہ مراد لیا ہے یعنی سنہ ۱۳۰۰ ہجری اور یہ بھی محض عدم تعمق کا نتیجہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی تحریرات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قطعی فیصلہ یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود کی ماموریت کا زمانہ چھٹے ہزار کا آخر ہے بلکہ آپ کی پیدائش کو بھی چھٹے ہزار کا آخر قرار دیتے ہیں اور ماموریت کا زمانہ ساتواں ہزار بتاتے ہیں جیسا کہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۰۱ ازالہ اوہام صفحہ ۶۹۳ اور لیکچر سیالکوٹ اور تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ ۹۶ اور حاشیہ صفحہ ۱۵۵ و صفحہ ۱۸۱ کے حوالوں سے ثابت ہے۔ اب صرف بعثت و ظہور سے متعلق کچھ درج کئے جاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:-

"اور اصل بات یہ ہے کہ یعنی وآخرین منھم کا یہی ہے کہ دنیا میں زندہ رسول ایک ہی ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو ہزار ششم میں بھی مبعوث ہو کر ایسا ہی افاضہ کر رہا ہے جیسا کہ پہلے۔ یہی وہ خلاصہ بات اور حدیث ہے جو یکے اس جزو کے یہی معنی ہیں کہ جب ہزار ششم آئیگا اور مہدی موعود اس کے آخر میں ظاہر ہوگا تو گو بظاہر مہدی کے ہاتھ سے دنیا کو ہدایت نصیب ہوگی لیکن دراصل آنحضرت صلعم کی قوت قدسی نے مہدی علیہ السلام کی طرف اپنی وہ تجلی کی ہوگی گویا آنحضرت صلعم دوبارہ ہو کر دنیا میں آگئے ہیں" (تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ ۹۵ و ۹۶)

اس حوالہ سے بعثت کے معنی معلوم ہوگئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ زمانہ مسیح موعود ہزار ششم کا آخر ہے ظاہر ہو گئے انکا وقت کے معنے

"اور چونکہ مومن کے لئے خدا تعالیٰ کی کتاب سے بڑھ کر اور کوئی شہادت نہیں اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہزار ششم کا آخر ہے خدا تعالیٰ کی کتاب سے نکالیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے سلسلہ خلافت محمدیہ کو سلسلہ خلافت موسویہ سے مشابہت دے کر خود ظاہر فرما دیا ہے کہ مسیح موعود ہزار ششم کے آخر میں ہے" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۵۸)

اس حوالہ سے معلوم ہو گیا کہ ظہور سے مراد بھی آپ کی پیدائش نہیں بلکہ بعثت ہے۔ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:-

"اور یہ الفاظ عجیبہ میں سے ذکر کیا گیا ہے کہ جو ہزار ششم کے آخری حصہ میں پیدا ہوتا ہے وہ یہی تعلق رکھتا ہے جو آدم کا روز ششم یعنی دن کا آخری حصہ تعلق رکھتا تھا بلکہ یہ عاجز بروئے حساب قمری چودھویں صدی میں پیدا ہوا" (تحفہ گولڑویہ حاشیہ ۱۸۱)

(۲) "اس آخری خلیفہ کے لئے یہ ضرور تھا کہ آخر حصہ ہزار ششم میں آدم کی طرح پیدا ہو" (تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ ۱۷۹)

(۳) "جب کہ یہ تمام تفاوت بتاتی ہے کہ آدم کے ظہور کے وقت روز ششم قریب ختم ہے۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ اور توریت سے بھی ثابت ہوتا ہے" (ازالہ صفحہ ۶۹۳)

پھر لکھتے ہیں:- "اس عاجز کو جو خدا تعالیٰ نے آدم مقرر کر کے بھیجا اس کا یہ نشان رکھا کہ الف ششم میں جو قائم مقام روز ششم ہے یعنی آخری حصہ الف میں جو وقت عصر سے مشابہ ہے اس عاجز کو پیدا کیا۔۔۔ اور ضرور تھا کہ وہ ابن مریم جس کا انجیل اور قرآن میں آدم بھی نام رکھا گیا ہے وہ آدم کی طرز پر الف ششم کے آخر میں ظہور کرتا۔ سو آدم اول کی پیدائش سے الف ششم میں ظاہر ہونے والا یہی عاجز ہے بعض سی حدیثوں سے ثابت ہو گیا ہے کہ بنی آدم کی عمر سات ہزار برس ہے۔ اور آخری آدم پہلے آدم کی طرز پر الف ششم کے آخر میں جو روز ششم کے حکم میں ہے پیدا ہونے والا ہے۔ سو وہ یہی ہے جو پیدا ہو گیا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود نے ظہور سے مراد پیدا ہونا لیا ہے۔ مزید ثبوت یہ ہے کہ مسیحیت چہارم طبع اول صفحہ ۵ میں آدم کا ظہور وقت روز ششم قریب عصر لکھا ہے اور وہی اس کی پیدائش کا وقت ہے جیسا کہ احادیث وغیرہ سے ظاہر ہے۔ تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ ۱۸۱ میں لکھا ہے۔ "اب چونکہ عصر کے وقت میں جیسا کہ آدم پیدا کیا گیا رات قریب تھی اور وہ وقت زحل کی تاثیر سے بھی کچھ حصہ رکھتا تھا اور مشتری سے بھی فیضیاب تھا"

پس ظہور کا اور پیدائش کا ایک ہی وقت قرار دینے سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے ظہور سے مراد بھی پیدائش ہی لی ہے نہ کہ ماموریت۔ پس حضرت مسیح موعود کے چھٹے ہزار میں ظہور اور بعثت سے مراد پیدائش ہے نہ ماموریت کا زمانہ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے ظہور اور بعثت سے ماموریت کا زمانہ سمجھ کر تصنیف کی جو مصنف کے بیان کے بالکل خلاف ہے۔ اس لئے اب ۶۰۲۹ سال سے مولوی صاحب کی پہلی ۲۳ سالہ غلطی کو دور کر کے باقی بچے تھے ۴۰ سال جو حضرت مسیح موعود کے مامور ہونے کا زمانہ ہے۔ کم کر دیں تو ۵۹۸۹ سال باقی رہیں گے جو حضرت مسیح موعود کی پیدائش کا زمانہ ہے۔ اور آپکی تحریرات بالکل مطابق ہے کیونکہ اس کی مطابقت آپ کے دوسرے قول سے ہوتی ہے جو یہ ہے۔

"میں بالکل وہ وقت ہوں میری پیدائش اس وقت ہوئی جب چھ ہزار برس میں گیارہ برس باقی رہتے تھے" (تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ ۹۵) ۵۹۸۹ میں اب گیارہ کو جمع کیا جائے تو پورے چھ ہزار بنتے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش آپکی تحریرات اور پہلے بزرگان دین کی پیشگوئیوں کے مطابق چھٹے ہزار کے آخر میں ہوئی اور ماموریت ساتویں ہزار میں ہوئی جیسا کہ آپ فرماتے ہیں "چنانچہ یہ مدت ہوئی کہ ہزار ششم گذر گیا اب قریباً پچاس سال زیادہ جا رہا ہے اور اب دنیا ہزار ہفتم کو بسر کر رہی ہے ... صدی کے سر پر بھی سترہ برس گذر گئے ہیں" (تحفہ گولڑویہ طبع دوم حاشیہ صفحہ ۱۵۵)

پس اگر اس کے خلاف کوئی اور بات نکالے تو وہ تفسیر القول بما لا یرضی بہ قائلہ کرتا ہے جو کسی طرح قابل قبول نہیں۔

بات اور طرح سے مولوی ثناء اللہ صاحب نے اسی غلطی کی بنا پر مطابق مشہور شعر خشت اول چون نہد معمار کج تا ثریا میرود دیوار کج کہا اور ٹھیک سے ثابت کرنا چاہا ہے کہ حضرت مسیح موعود اپنے وقت پر چھٹے ہزار کے آخر میں مامور نہیں ہوئے اور مسیح موعود کے لئے یہ ضروری تھا کہ وہ چھٹے ہزار میں مبعوث ہوں لہذا آپ مسیح موعود نہیں۔

اس کا جواب بھی وہی ہے جو پہلے لکھا جا چکا ہے کہ مسیح موعود کی پیدائش چھٹے ہزار کے آخر میں ضروری تھی۔ علاوہ ازیں ہم ایک اور حساب کی رو سے ثابت کرتے ہیں کہ مسیح موعود کا ظہور چھٹے ہزار میں ہی ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں "ماسوا اس کے جیسا کہ عرب کی عادت میں یہ داخل ہے کہ وہ کسور کو حساب سے ساقط رکھتے ہیں اور مخل مطلب نہیں سمجھتے اسی طرح ممکن ہے کہ سات ہزار سے اس قدر زیادہ بھی ہو جائے جو آٹھ ہزار تک نہ پہنچے مثلاً دو تین سو برس اور زیادہ ہو جائیں" (تحفہ گولڑویہ حاشیہ) پس اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا ہوئے اور چھٹے ہزار میں مامور ہوئے پس آپکا یہ فرمانا کہ بعثت دوم آنحضرت صلعم کا چھٹے ہزار میں ہونا تھا سو وہ اس کے مطابق چھٹے ہزار میں ہوا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک اور طرح سے آنحضرت صلعم کی قبل ہجرت ... مدینہ ... ہجرت کے بعد ... [illegible]

حضرت شاہ صاحب نے تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۶ طبع اول کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ ابتدائے بعثت ... [illegible]

تعلق مشتری کے ساتھ ہے جو کہ آپ شمس کی ... اگر منجمین کے حساب کیا جائے تو اس کی رو سے ... [illegible]

سال بنتے ہیں کیونکہ منجمین کے نزدیک ... ۴۷۴ سال ہیں۔ ... [illegible]

اس کو کہیں تو ۴۴۴ سے ۹۹۹ نکال دیں تو باقی ۴۹۴ ہوئے ... تیرہ سو سال جمع کریں تو ۱۲۹۵ ...

حضرت مسیح موعود کے دعوائے ماموریت کے وقت بنتے ہیں۔ پس حسابات کے مختلف ہوتے ہوئے ... [illegible]

مطابقت ہے۔ مگر اصل صحیح حساب وہی ہے جو حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ ... صحت کشف ... ہوئی ہے

نویں شہادت

خلاصہ اعتراض۔ مولوی صاحب نے تحفہ گولڑویہ صفحہ ... کی عبارت "... [illegible]

زمین نے بھی۔ مگر دنیا کے لوگوں نے مجھے قبول نہیں کیا میں وہی ہوں جس کے وقت میں ... [illegible]

آیۃ کریمہ واذا العشار عطلت پوری ہوئی اور پیشگوئی حدیث ولیترکن القلاص فلا یسعیٰ علیہا

نے اپنی پوری چمک دکھلا دی یہاں تک کہ عرب و عجم کے ایڈیٹران اخبار اور جرائد اپنے پرچوں میں بول اٹھے

کہ مکہ مدینہ کے درمیان جو ریل تیار ہو رہی ہے یہی اس پیشگوئی کا ظہور ہے۔ جو قرآن و حدیث میں ان لفظوں سے کی گئی تھی

جو مسیح موعود کے وقت کا نشان ہے" نقل کر کے لکھتے ہیں۔ کہ چونکہ مرزا صاحب نے اس ریل یعنی مکہ و مدینہ کے درمیان

کو اپنے دعویٰ کی دلیل میں پیش کیا تھا۔ خدا کی حکمت نے ریل کو بند کر کے دنیا کو دکھا دیا کہ مرزا صاحب اس بیان

کے رو سے بھی غلطی پر ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ ... دیگر ... کے مقابلہ میں مرزا صاحب کا کذب ...

کہ خدا کے نزدیک زیادہ ... ہے۔

جواب۔ مولوی صاحب کو تسلیم فی الفور ... کئی وجوہ سے غلط ہے

اوّل۔ اگر مدینہ اور مکہ کے درمیان ریل کا جاری نہ ہونا حضرت مسیح موعود کے بطلان دعویٰ پر دلیل ہے تو ... [illegible]

خدا تعالیٰ کے رو سے زمین سے ریل کا وجود اٹھا دیتا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیشگوئی ... [illegible]

ریل کا جاری ہونا قرار دیا ہے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔

(۱) "قرآن شریف اور احادیث اور پہلی کتابوں میں لکھا تھا کہ ... ایک نئی سواری پیدا ہو گی جو آگ سے چلے گی

اور انہیں دنوں میں اونٹ بیکار ہو جائیں گے۔ اور یہ آخری حصہ کی حدیث صحیح مسلم میں بھی موجود ہے۔ سو وہ سواری

ریل ہے جو پیدا ہو گئی ہے" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۲۲)

(۲) "خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں لکھا تھا کہ آخری زمانہ میں ... بکثرت نہریں جاری ہوں گی۔ کتابیں بہت شائع ہوں گی۔

(حاشیہ دلیل نویں شہادت کا اخیر صفحہ ۳۹ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جن میں پنجاب بھی شامل ہیں۔ اور اونٹ بیکار ہو جائیں گے سو ہم کہتے ہیں۔ کہ یہ سب باتیں ہمارے زمانہ میں پوری ہو گئیں اور اونٹوں کی جگہ ریل کے ذریعہ سے تجارت شروع ہو گئی۔" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۹)

(۳) "اب ظاہر ہے کہ چاروں علامتیں ظہور میں آ چکی ہیں۔ چنانچہ مدت ہوئی کہ ہزار ششم گذر گیا۔ اور اب قریباً پچاس سال اس پر زیادہ جا رہا ہے۔ اور اب دنیا ہزار ہفتم کو بسر کر رہی ہے اور صدی کے سر پر سے بھی سترہ برس گذر گئے ہیں اور خسوف کسوف پر بھی کئی سال گذر چکے ہیں۔ اور اونٹوں کی جگہ ریل کی سواری بھی نکل آئی" (تحفہ گولڑویہ ایڈیشن دوم حاشیہ صفحہ [illegible])

ان حوالجات سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیشگوئی کا تحقق جو مسیح موعود کے زمانہ کی علامت ہے تسلیم کرتے ہیں۔ اور مکہ اور مدینہ کے مابین ریل جاری ہونے کے متعلق لکھتے ہیں کہ آئندہ جاری ہوگی تو معلوم ہوا۔ کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل کا جاری نہ ہونا آپ کے بطلان دعویٰ کو مستلزم نہیں ہے۔

دوم۔ اعجاز احمدی صفحہ ۲ کی مذکورہ بالا عبارت بھی اس بات کو بوضاحت ثابت کرتی ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی ہے جب کہ الفاظ "اونٹ بیکار ہو گئے" اور "اپنی پوری چمک دکھلا دی" سے ظاہر ہے۔ اور مدینہ اور مکہ کے درمیان ریل کا جاری ہونا اس پیشگوئی فرمانا عرب اور عجم کے ایڈیٹروں کا مقولہ ہے۔ انکے اس مقولہ سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ واقعی قرآنی اور حدیث کی پیشگوئی سے مراد ریل کا جاری ہونا ہی تھا۔ اور حضرت مسیح موعود مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل کے جاری ہونے کو ازدیاد ایمان کا موجب قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ آپ چشمہ معرفت میں فرماتے ہیں:-

"یہ عجیب بات ہے کہ صحیح مسلم میں جس جگہ مسیح موعود کے زمانہ کا ذکر ہے اسی جگہ یہ حدیث اونٹنیوں کے ترک کرنے والی موجود ہے۔ اور یہ پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے تیرہ سو برس بعد پوری ہوئی۔ چنانچہ ان دنوں میں یہ کوشش بھی ہو رہی ہے کہ ایک سال تک مکہ اور مدینہ میں ریل جاری ہو جاوے۔ جس وقت ریل جاری ہو جاوے گی۔ یہ نظارہ ہر ایک مومن کیلئے ایمان کی زیادتی کا موجب ہوگا۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۳۰۰)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ پیشگوئی کا پورا ہونا تو آپ مانتے ہیں۔ اور مکہ اور مدینہ میں ریل کے اجراء کو صرف ازدیاد ایمان کا موجب قرار دیتے ہیں۔ یہ نہیں فرماتے کہ جب یہ ریل جاری ہوگی تو پیشگوئی پوری ہوگی۔ اور فقرہ "چنانچہ ان دنوں میں یہ کوشش بھی ہو رہی ہے" بتا رہا ہے کہ ریل کا جاری ہونا پیشگوئی کے تحقق کے لئے بطور تائید کے ہے۔

سوم۔ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جائے نزول ہی ہندوستان تھی۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے خواب دیا۔ کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں۔ مگر میں ملک ہند میں آؤں گا۔ کیونکہ جوش مذاہب و اجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمیع ملل و نحل اور امن و آزادی اسی جگہ ہے اور نیز آدم علیہ السلام اسی جگہ نازل ہوا تھا۔ پس ختم دور زمانہ کے وقت بھی وہ جو آدم کے رنگ میں آتا ہے۔ اسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملک میں سکونت اختیار کرنے والوں کا ایک ہی جگہ جمع ہو کر دورہ پورا ہو جائے۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۵)

پس اگر ہندوستان میں ریل جاری نہ ہوتی تو یہ سوال ہو سکتا تھا کہ اگر آپ فی الواقع مسیح موعود تھے تو کیوں آپ کے لئے سہولیت سفر کے سامان پیدا نہ ہوئے۔ مگر ہندوستان میں مطابق حدیث تحشر الناس من المشرق الی المغرب کہ وہ سواری لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف اکٹھا کر لیگی، کلکتہ سے پشاور تک ریل جاری ہوئی اور آپ نے اس پر سوار ہو کر اظہار الدین علی المخالفین کیا مختلف شہروں میں جا کر لیکچر دیئے۔ ایک وہ بھی لیکچر دیا جو مولوی صاحب اور آپکے روحانی باپ مولوی محمد حسین صاحب اور دیگر مذاہب والوں کی نگاہوں پر ملاحظہ ہوا۔ تو اس پیشگوئی نشان میں جو کہ پورا ہونا متعدد بار حضرت مسیح موعود اپنی کتب میں تحریر فرما چکے ہیں اور زمانہ دیکھ رہا ہے پھر مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل نہ جاری ہونے میں حکمت کو نہ جاننے کی وجہ سے تم نے خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کی تو یہ کوئی نئی بات نہیں۔

کذب وما المکذب منک ببدعۃ　　رسم تقادم عہدہ المتقدم

حاشیہ متعلق صفحہ ۳۷/(۱۷۸)

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

دسویں شہادت

قولہ مرزا صاحب فرماتے ہیں: "چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپکے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی۔ یعنی شبہ گذرتا کہ آپکا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا کیونکہ جو آخری کام آپکا تھا وہ اسی زمانہ میں انتہا تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں۔ زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈالدی اور اس تکمیل کے لئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے۔ پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آخر میں مسیح موعود ہے۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۸۲ و ۸۳)

اب سوال یہ ہے کہ مسیح موعود (مرزا صاحب) کے زمانہ میں یہ نتیجہ پیدا ہو گیا؟ ہمیں افسوس ہے۔ کہ مرزا صاحب اپنی اس فرض کی ادائیگی میں بہت قاصر رہے اور بغیر ادا کئے فرض دار فانی سے جلدی چل دیئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اقول۔ اس اعتراض کے کئی جواب ہیں۔

پہلا جواب اول تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارت میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ وہ ... مذہب پر مسیح موعود اپنی زندگی میں ... کی صورت ... کے خاتمہ پر ... یعنی ... تھا کہ ... زمانہ ... تک ختم ہو گیا ... کی یہ بات اپنی زندگی میں حاصل ہو جاتی تو ... تھا کہ حضرت مسیح موعود کا ... زندگی ... اور یہ بات حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے ... جیسا کہ ... ہوگا۔

دوسرا جواب ... مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت کا ... تکمیل ... کی جو تمام قومیں ایک ... اور ایک ہی مذہب ... وہ ... کے آخری حصہ میں ... اس بات کا ثبوت ... آخری حصہ ... کے حصہ ... کی ... مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ... زندگی ... نہیں بلکہ تین صدیوں ... جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔

"... موعود ... جس ... کے دیکھنے ... والوں کے ... کے ... دنیا میں ... اور اس کی تعلیم ... ان قوموں ... کا ... بعنایت ... نبوت ... ہے" (تریاق القلوب ... صفحہ ...) ... مسیح موعود کے زمانہ میں ایسا ہو جائیگا۔

تیسرا جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ... قول" ... مسیح موعود ... نہیں ہوگا بلکہ تین صدیوں میں جو مسیح موعود کا زمانہ ہے ... اور آپ ... تکمیل ... ہوگی ... آپ تمام برکات اور ... پہنچیں گی جیسا کہ آپ الوصیت میں فرماتے ہیں:

"... کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقع دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں" (الوصیت صفحہ ...)

خط کشیدہ الفاظ سے جواب بالکل واضح ہو جاتا ہے کیونکہ جس غرض کے لئے آپ مبعوث ہوئے ... تخم ریزی کرنا آپ کا کام تھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے کر گئے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:۔

"میں تو ایک تخم ریزی کرنے کیلئے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے!" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵)

آپ نے غیر مذاہب کی تردید کی اور اسلام کی تائید اور حقانیت اسلام کی طرف سے وہ اتمام حجت فرما گئے تھے۔ اسکے زندہ نشان جوابات دیئے اور اسلام کو ایک زندہ مذہب ثابت کر دکھایا اور آپکے ہاتھ پر ہر ایک ملک کے بسنے والوں کی، وہ بشارتیں اور نشانات دکھلائے اور لیکھرام، ڈوئی کے مرنے اور آپ میں عظیم الشان ... اور زلزلوں کی صورت ... اسلام کی صداقت پر ایک نشان قائم ہوا ... اور ... عبد اللہ آتھم کے مرنے سے اور زلزلوں اور طاعون کے پھیلنے کے نشانات ظاہر ہوئے۔

چوتھا جواب:۔ یہ جاننا چاہیئے کہ جو نبی کی جماعت ہوتی ہے۔ اس کا کام اسی نبی کا کام سمجھا جاتا ہے اور اسی طرف منسوب ہوتا ہے جیسا کہ احادیث سے ظاہر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"بینا انا نائم اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی" (ابن ماجہ مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ...) (مسلم مع نووی جلد اول صفحہ ۱۰۹ مطبع مجتبائی) اور اسی طرح حدیث ہے "اعطیت الکنزین الاحمر والابیض" (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۳۲ مطبع مجتبائی)

ترجمہ:۔ آپ فرماتے ہیں میں سویا ہوا تھا میرے ہاتھ میں زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں۔ اسی طرح فرمایا کہ مجھے سرخ و سفید دو خزانے (قیصر و کسریٰ) کے دیئے گئے۔ اب بتاؤ کہ خزانوں کی چابیاں کس کے ہاتھ میں دی گئیں۔ وہ خلفاء کے ہاتھ میں اور بعد میں آپکی امت نے اس ملک کو فتح کیا۔ پس معلوم ہوا کہ آپکے خلفاء اور امت کا ہاتھ آپکا ہاتھ ہے اور ان کا کام آپکا کام ہے۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب کی جماعت کا کام حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب ہوگا یعنی آپکی جماعت کے ذریعے جو تکمیل وحدت اقوامی ہوگی وہ آپ ہی کے ذریعے سے ہوئی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت کو مسیح موعود کے حکم میں قرار دیا ہے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:۔

"مسیح کے ایک یہ بھی معنی ہیں کہ بہت سیاحت کرنے والا تو گویا خدا نے مسیح کے لئے اور اسکے نام کے معنی متحقق کرنے کے لئے اور نیز اس کی جماعت کے لئے جو اسی کے حکم میں ہے ریل کو ایک سیاحت کا وسیلہ پیدا کیا ہے۔" (تریاق القلوب ایڈیشن اول صفحہ ۴۲)

پانچواں جواب:۔ اگر کوئی شخص اس بات کو تسلیم کرے کہ نبی کے متبعین کا کام اسی نبی کا کام ہوتا ہے اور اسی کی طرف منسوب ہوتا ہے تو اسے لازم ہے کہ وہ آنحضرت کے پروگرام کو بھی پورا کر کے دکھائے کہ وہ آپکے ذریعہ پورا ہوا کیونکہ جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔ (۱) ھذا کتاب انزلناہ مبارک مصدق الذی بین یدیہ ولتنذر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ام القریٰ ومن حولھا (الانعام ع ۱۱) کہ قرآن مجید کے نزول کی غرض یہ ہے کہ تو بستیوں کی ماں یعنی مکہ اور جو اس کے ارد گرد تمام دنیا کی بستیاں ہیں ڈرائے۔

(۲) کتاب انزلناه الیک لتخرج الناس من الظلمات الی النور (ابراہیم ع ۱) یہ ہے کہ ہم نے تجھ پر کتاب کو اس لئے نازل کیا کہ تو لوگوں کو ظلمات سے نور کی طرف لائے۔ اور آیت قل یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا اور آیت وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین [illegible] سے ظاہر ہے کہ آپ تمام جہان کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض بعثت تمام دنیا کو ڈرانا اور تمام دنیا کو ظلمت سے نور کی طرف لانا قرار دی ہے جو کہ ابھی تک تکمیل کو نہیں پہنچی اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں [illegible] فلا یبقی فی الارض [illegible] (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۳۰۳ مطبوعہ مجتبائی دہلی) [illegible] یہود اور نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے نکال دوں گا اور اس میں سوائے مسلم کے اور کسی کو نہ چھوڑوں گا۔

اس حدیث [illegible] ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۳۰۳ میں [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] الباب لکھا ہے کہ [illegible] جیسا کہ [illegible] کا [illegible] ہوکے دریافت کیا ہے۔

پس [illegible] اس پروگرام کو خدا تعالیٰ نے [illegible] کے لئے [illegible] ہوئی تھی پورا نہیں کیا۔

چھٹا جواب:- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فیصلہ کر دیا ہے کہ [illegible] میری زندگی میں نہیں ہوگا جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:-

"اور میں نہیں کہہ سکتا کہ پورے طور پر ترقی اسلام کی میری زندگی میں ہوگی یا میرے بعد میں خیال کرتا ہوں کہ پوری ترقی دین کی کسی نبی کی عین حیات میں نہیں ہوئی۔ بلکہ انبیاء کا یہ کام تھا کہ انہوں نے ترقی کا کسی قدر نمونہ دکھا دیا اور پھر بعد ان کے ترقیاں ظہور میں آئیں جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے اور ہر ایک اسود و احمر کے لئے مبعوث ہوئے تھے مگر ان کی حیات میں تمام یورپ کی قوم کو تو اسلام سے بکلی حصہ نہ ملا۔ ایک بھی مسلمان نہ ہوا اور جو اسود تھے ان میں سے صرف جزیرہ عرب میں اسلام پھیلا اور مکہ کی فتح کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی سو میں خیال کرتا ہوں کہ میری نسبت بھی ایسا ہی ہوگا جیسے خدا تعالیٰ کی طرف سے بار بار وحی قرآنی ہو چکی ہے [illegible] فاما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک [illegible] مجھے امید ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی حصہ کامیابی کا میری زندگی میں ظہور میں آئیگا (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۳) عبارت صاف ہے کسی تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔

ساتواں جواب: جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بعد ایک مدت بھی تین صدی تک کی اس میں [illegible] قومیں [illegible] ایک مذہب پر آجائینگی تو اس کا جواب یہ ہے کہ [illegible] ہو جائینگی اور ضرور ہو جائینگی جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین میں فرماتے ہیں:

"ابن مریم کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کوئی آسمان سے نہ اتریگا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں۔ وہ تمام مرینگے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ ابن مریم کو آسمان سے اترتے نہ دیکھیگا۔ اور پھر انکی اولاد جو باقی رہیگی وہ بھی مریگی۔ اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھیگا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مریگی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھیگی تب خدا انکے دلوں میں گھبراہٹ ڈالیگا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا۔ اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک [illegible] عیسیٰ کے انتظار [illegible] جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دینگے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور [illegible] اور وہ بڑھیگا اور پھولیگا اور کوئی نہیں [illegible]"

قولہ [illegible]

اقول [illegible] حضرت مسیح موعود [illegible] سلسلہ [illegible] بالکل [illegible] نہیں بلکہ [illegible] ہے

اب میں بتاتا ہوں کہ فتنۂ ارتداد [illegible] جو حضرت مسیح موعود کے دعویٰ کی مؤید ہیں۔ اول تو فتنۂ ارتداد سے ظاہر ہو گیا کہ مسلمانوں میں اب اسلام بیکار رہ گیا ہے اور اسلام کے مغز کو وہ لوگ نہیں سمجھتے ان کے پاس صرف باقی رہی ہے صرف قشر باقی رہ گیا ہے۔ دوم۔ یہ ظاہر ہو گیا کہ علماء اس کام کے قابل نہیں رہے کہ وہ دین کی حفاظت کر سکیں۔ اور اس کی تبلیغ کریں۔ ان کو دین سے کوئی واسطہ نہیں رہا۔ بس روپیہ کی حرص میں اسیر ہیں۔ اسی طرح عوام بھی دین سے بالکل بے بہرہ اور غافل ہیں۔ جیسا کہ اخبار مدینہ ۹ مارچ ۱۹۲۳ء میں اس کا اظہار کیا گیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"ہمیں چین بجبیں ہونیکا کیا حق ہے۔ ہم تو خود اپنی غفلتوں کے نتائج دیکھ رہے ہیں۔ آپ دشمن عناصر کیا ساری دنیا کی طاقت بھی ملکر ایک فرد اسلام کو کافر و ہندو نہیں بنا سکتی تھی۔ اگر ہمارے اعمال اور عقائد صحیح ہوتے۔ اگر ہم اپنے مذہب پر قائم ہوتے۔ تو جو خطرہ آج ہمیں درپیش ہے۔ وہ آپکو پیش آتا۔ اور آپ دیکھتے کہ یدخلون فی دین اللہ افواجاً کا ایک شاندار منظر نظر آیا ہوتا مگر ہمارے نصیب میں یہی تھا۔ ہم اپنی نظروں سے اسلام سے پھرنے والوں کو دیکھیں۔ نہ کہ اسلام میں داخل ہونیوالوں کو۔"

سوم یہ کہ ثابت ہو جائے کہ یہ زمانہ مقتضی تھا کہ کوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے مصلح آتا۔ کیونکہ مسلمانوں کی حالت ایسی ہو گئی تھی کہ وہ دشمنان اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور ان میں انکے حملوں کے اندفاع کی طاقت نہیں۔ پس فتنہ ارتداد سے ظاہر ہو گیا کہ اصل اسلام حضرت مسیح موعود کی جماعت کے پاس ہے اور وہی اصل محافظ اسلام کے ہیں۔ جو فتنہ ارتداد کس جماعت میں شروع ہوا۔ اسی جماعت میں جن کے محافظ علماء تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کی۔ **چہارم**۔ تا کہ دنیا پر ظاہر ہو جائے کہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب بھی اسلام کی خدمت کرنے کیلئے تیار نہیں۔ اور ان کے دل میں اسلام کا کوئی درد نہیں ہے۔ سو وہ بھی لوگوں پر ظاہر ہو گیا۔ ایڈیٹر وکیل امرتسر نے فتنہ ارتداد کی طرف بار بار توجہ دلائی۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے توجہ نہ کی۔ بلکہ یہ خبر اہلحدیث میں لکھ کر انہیں مرتد ہونے دو خدا تعالیٰ ایک کی بجائے ایک دم لے دیگا۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب فتنہ ارتداد میں جانیکے لئے تیار نہیں کوئی یہ نہ سمجھے کہ فی الواقعہ انکا عقیدہ یہی ہے بلکہ ان کے لکھنے کی وجہ کچھ اور ہے وہ یہ کہ میدان فتنہ ارتداد میں تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ ہر قسم کے دکھ سہنے پڑتے ہیں روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے ہاں اگر یہی مطلوب ہوتا کہ مولوی صاحب کو کوئی پہلے سو روپیہ کے قریب فیس نذر دیتا سکنڈ یا فسٹ کلاس ریل کا کرایہ نکل نذر کر دیتا تو پھر وہ آگرہ کے لئے ضرور تیار ہو جاتے میرے خیال میں اگر ایڈیٹر صاحب وکیل انکے بھیجنے کے لئے یہ طریق اختیار کرتے تو اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہو جاتے۔ دوسرا بہانہ آپنے یہ کیا۔ کہ میں ہندو مسلم اتحاد میں نقص آئیگا جیسا اخبار مشرق نے بحوالہ اخبار وکیل یوں لکھا ہے:۔

"ہمعصر وکیل امرتسر نے مولانا ثناء اللہ صاحب محدث کی حرکت پر نہایت تاسف کیا ہے کہ آپ ہندو مسلم اتحاد کے لئے بیقرار ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ گاندھی جی کو کیا منہ دکھاؤ گے ہماری رائے میں مولانا کو خدا کے سامنے شرمندگی کی کوئی وجہ نہ ہوگی۔ کیونکہ مولانا نے طبیعت اور مزاج ایسا ہی پایا ہے گھڑی میں کچھ گھڑی میں کچھ بہرحال یہ کام مولاناؤں کا نہیں ہے۔ خدا کا کام ہے۔ خدا نے اپنا کام ہمیشہ ایسے لوگوں سے لیا ہے جو اکثر مولانا نہ تھے مگر مولانا گر تھے۔" (مشرق ۲۹۔ مارچ ۱۹۲۳ء)

پس فتنہ ارتداد سے مولوی صاحب کی حقیقت بھی ظاہر ہو گئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پنجم۔ تاکہ ظاہر ہو جائے کہ اس زمانہ میں وہ کونسی جماعت ہے۔ جو حق پر ہے۔ اور دشمنوں پر غالب ہے اور انکا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔ "لا تزال طائفۃ من امتی علی الحق ظاھرین لا یضرھم من خذلھم حتی یأتی امر اللہ ھذا حدیث صحیح" (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۴۶ مطبوعہ مجتبائی) کہ میری امت میں سے ایک گروہ ضرور حق پر رہیگا۔ جو اپنے دشمنوں پر غالب آئیگا۔ ان کی مدد نہ کرنیوالے اپر کوئی ضرر نہیں پہنچا سکینگے یہاں تک کہ قیامت آجائے۔

پس فتنۂ ارتداد نے ثابت کردیا کہ وہ احمدی جماعت ہی ہے۔ جو حق پر ہے۔ اس کی لوگوں نے مدد نہ کی بلکہ بجائے مدد کے مخالفت کی۔ مگر اس نے تبلیغ اسلام کو اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اور لوگوں نے اقرار کیا۔ کہ واقعی اس جماعت کا کام ہی سب سے اعلیٰ ہے۔ اور یہی جماعت ایسی ہے جو جان و مال، اوقات و حالات سے اسلام کی حفاظت میں کوشاں ہے۔

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس بارہ میں چند اخبارات کی شہادتیں درج کی جائیں۔

(۱) مشرق ۵۔ مارچ سنہ ۲۳ء میں ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں:۔

"جماعت احمدیہ نے خصوصیت کے ساتھ آریہ خیالات پر بہت بڑی ضرب لگائی ہے۔ اور جماعت احمدیہ جس ایثار اور درد سے تبلیغ و اشاعت اسلام کی کوشش کرتی ہے۔ وہ اس زمانہ میں دوسری جماعتوں میں نظر نہیں آتی۔"

(۲) ہمدم ۱۸۔ مارچ (ایڈیٹر)

"جماعت احمدیہ کے جوش و ایثار کو دیکھتے ہوئے انکی طرف سے پچاس ہزار بلکہ اس سے زیادہ روپیہ غرض (انسداد ارتداد) کے لئے فراہم ہو سکنے کا قریب قریب یقین و اعتماد ہے لیکن افسوس ہے کہ دیگر مسلمانوں سے پانچ لاکھ تو کجا ایک لاکھ روپیہ بھی حالات موجودہ میں چند ہفتہ کے اندر جمع ہو جانے کی توقع تو کیا معمولی امید بھی ان طریقوں سے نہیں باندھ سکتے۔"

(۳) مشرق ۲۹۔ مارچ (ایڈیٹر)

"جماعت احمدیہ کے امام یا پیشوا نے جماعت احمدیہ کی لگاتار تقریروں اور تحریروں کا اثر تھا کہ بعض پر بہت گہرا پڑا۔ اور اس جہاد میں اسوقت سب سے آگے یہی فرقہ نظر آتا ہے ۔۔۔۔ باوجود اس بات کے کہ احمدی فرقہ کے نزدیک اس گروہ نومسلم کی تائید کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ اس فرقہ سے اسکو کوئی تعلق نہ تھا۔ مگر اسلام کا نام لگا ہوا تھا۔ اس لئے اسکی ترغیب سے تمام جماعت احمدیہ کو جوش پیدا ہو گیا ہے۔ اور آپکی بعض تقریریں دیکھ کر دل پر ہیبت طاری ہوتی ہے۔ کہ ابھی خدا کے نام پر جان دینے والے موجود ہیں ۔۔۔۔۔ اور اگر ہماری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علماء کو اس (یعنی احمدیہ جماعت) سے نقد ذکی تعلیم دلوں کا اندیشہ ہو۔ تو وہ اپنی منتظمہ جماعت میں ایسی للہیت اور ایسا خلوص پیدا کر سکتے ہیں … ہیں۔ اسلام کو بچائیں جماعت احمدیہ کے ارکان میں ہم یہ خلوص دیکھتے ہیں … دیانت ایفائے عہد … کی تبعیت میں یہ جماعت فرد ہے … جناب مرزا صاحب اور انکی جماعت کی جانفشانی اور ایثار کی تعریف کے ساتھ مسلمانوں کو بھی ایثار کی دعوت دیتے ہیں … دیانت اور امانت جو مسلمانوں کی امتیازی صفتیں تھیں … وہ نہیں … جماعت احمدیہ کی فیاضی اور ایثار … کی دیانت اور … خرچ کے حساب کی درستی اور باقاعدگی سب سے زیادہ قابل ستائش ہے اور یہی وجہ ہے کہ جو آمدنی ہے یہ لوگ بڑے بڑے کام کر رہے ہیں"

(۴) آگرہ ۲۸ مارچ ۱۹۲۳ء (ایڈیٹر)

"جہاں تک ہمیں علم ہے احمدی جماعت ہی کی پوری طاقت تھی کہ وہ اس موقع پر کامیابی کے ساتھ کام کرسکے کیونکہ یہ لوگ تبلیغ کا کافی تجربہ رکھتے ہیں اور … سب سے بھی واقف ہیں"

(۵) اخبار ذوالفقار ۲ اپریل ۱۹۲۳ء (ایڈیٹر)

"اس میں کوئی شک نہیں کہ احمدی جماعت … کے مقابلہ میں … جواں مردی سے … کر رہی ہے"

(ب) "ہم بہر حال کمیشن و انصاف رکھتے ہیں احمدی جماعت … نے اس میں نہایت دلیری سے کام لیا باوجودیکہ غیر احمدیوں نے ان کے درمیان نہایت درجہ کی مشکلات ڈال دی تھیں … میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا مگر … نہایت خاموشی سے … سے مجبور کرتے گئے" (ذوالفقار ۲ جنوری ۱۹۲۳ء)

(۶) تقریر نذیر احمد خاں صاحب وکیل … بمقام جامع مسجد دہلی مورخہ ۲ اپریل ۱۹۲۳ء

"حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ان … کے ابطال میں وہ مصالحہ جمع کر دیا ہے کہ اگر اسکو اب استعمال کیا جاوے تو یہ لوگ بیخ و بن سے اکھاڑ سکتے ہیں۔ بلکہ عجیب … کہ ہمارے مسلمان علماء انکی اور انکی جماعت کی خواہ مخواہ مخالفت کرتے ہیں … حالانکہ وہ لوگ دشمنان اسلام کے مقابلہ پر ہمیشہ کمربستہ رہتے ہیں۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جو اس میدان میں کامیاب ہو سکتے ہیں … نہ تو خود احمدی ہوں۔ نہ میرا کوئی رشتہ دار احمدی ہے نہ اس … والا ہوں جسمیں احمدیوں کی آبادی ہے۔ لیکن ان کے کام کے طریق انکی سرگرمی اور انکے خلوص اور انکی تندہی اور جفاکشی سے … تمام اہل اسلام سے … کرتا ہوں … حضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی مخالفت چھوڑ دیں ..... نئی لوگوں کے اخلاق ایسے ہیں جو جاہل دہاتی ملکانوں کو آریہ ہونے سے باز رکھ سکتے ہیں ..... اسکے برخلاف ہماری انجمنوں کے مبلغین وہ کی تعداد میں وہاں گئے تھے جنمیں سے اکثر شب برات کے حلوے کھانے اور عرس کرنیکے لئے واپس آچکے ہیں۔ اور باقی جو ہیں وہ رمضان میں واپس گھر پہنچنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں آپ لوگ خیال کریں کہ ان لوگوں سے کیا امید ہو سکتی ہے۔ اس لئے جو جماعت کام کرتی ہے اسکو رات سے تمام رکاوٹیں دور کیجائیں۔" (منقول از الفضل نمبر ۹۷ جلد ۱۰)

(۷) زمیندار ۱۸۔ اپریل ۱۹۲۳ء (ایڈیٹر)

"احمدی بھائیوں نے جس خلوص جس ایثار جس جوش۔ اور جس ہمدردی سے اس کام میں حصہ لیا ہے۔ وہ اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اس پر فخر کرے۔"

(۸) آریہ پتر بریلی یکم اپریل ۱۹۲۳ء (ایڈیٹر)

"جتنی اسلامی انجمنیں اور جماعتیں کام کر رہی ہیں۔ ان میں سے احمدیہ جماعت قادیان کی سرگرمی اور کوشش فی الواقعہ قابل داد ہے۔"

(۹) ہمدم ۱۶ اپریل (مرقومہ آقا خاں حیدر وکیل از سہارنپور)

"راقم مرزائی نہیں بلکہ اثنا عشری ہے ..... قادیانی جماعت کی ساعی حسنہ اس معاملہ میں بیحد قابل تحسین ہیں اور دوسری اسلامی جماعتوں کو بھی انہی کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔"

(۱۰) ہند علیگڑھ ۳۔ مئی (ایڈیٹر)

"اب تک جتنی انجمنوں نے اس کار خیر میں قدم رکھا ہے۔ ان سب میں سے اعلیٰ کام قادیانی جماعت کا ہے۔"

(۱۱) سرمہ روزگار یکم مئی ۱۹۲۳ء

"اسمیں شک نہیں۔ کہ اس جماعت علماء میں جتنے وفد اور جس قدر واعظ اور ہمدردان اسلام کوشاں ہیں نہیں سب سے بڑھا چڑھا ہر جماعت قادیانیہ ہے۔ جسکے مواعظ اور حامیان اسلام کی جماعتیں ہر قسم کے مصائب اور مصارف برداشت کرکے مصروف کار ہیں۔ بیحد قابل شکر گذاری کے ہے۔"

(۱۲) الشمس ۱۸۔ مئی ۱۹۲۳ء

"یوں تو اس کار خیر میں سب جماعتوں نے نمایاں حصہ لیا ہے۔ مگر احمدی بھائیوں کی ہمت خاصکر قابل داد ہے۔"

(۱۳) اخبار زمیندار ۲۰ جون ۱۹۲۳ء میں جناب شیخ نیاز علی صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ وکیل ہائیکورٹ تحریر فرماتے ہیں۔

"جو حالات فتنہ ارتداد کے متعلق بذریعہ اخبارات علم میں آچکے ہیں۔ ان سے صاف واضح ہے۔ کہ مسلمانان جماعت احمدیہ اسلام کی انمول خدمت کر رہے ہیں۔ جو ایثار کمربستگی نیک نیتی اور توکل علی اللہ انکی جانب سے ظہور میں آیا ہے۔ وہ اگر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان کے موجودہ زمانہ میں مثال نہیں۔ تو بے اندازہ عزت اور قدردانی کے قابل ضرور ہے جہاں ہمارے مشہور پیر اور سجادہ نشین حضرات بے حس و حرکت پڑے ہیں۔ اس اولوالعزم جماعت نے عظیم الشان خدمت اسلام کر کے دکھادی ہے؟"

(۱۴) زمیندار ۲۹ رجون میں "علاقہ ارتداد کے چشم دید حالات" کے عنوان سے شیخ غلام حسن صاحب ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول جہلم کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں آپ نے لکھا ہے:۔

"قادیانی احمدی اعلیٰ ایثار کا اظہار کر رہے ہیں۔ ان کے قریباً ایک سو مبلغ امیر وفد کی سرکردگی میں مختلف دیہات میں موجود ہیں۔ ان لوگوں نے نمایاں کام کیا ہے۔ جملہ مبلغین بغیر تنخواہ یا سفرخرچ کے کام کر رہے ہیں…. ہم گو احمدی نہیں لیکن احمدیوں کے اعلیٰ کام کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جس اعلیٰ ایثار کا ثبوت جماعت احمدیہ نے دیا ہے۔ اس کا اعلیٰ نمونہ سوائے متقدمین کے مشکل سے ملتا ہے۔ ان کا ہر ایک مبلغ غریب ہو یا امیر بغیر مصارف سفر و طعام حاصل کئے میدان عمل میں کامزن ہیں۔ شدت کی گرمی اور لوؤں میں وہ اپنے امیر کی اطاعت میں کام کر رہے ہیں"

یہ چند شہادتیں ہیں۔ جو ہم نے یہاں پر درج کی ہیں۔ اور بھی ایسے ہی اخباروں نے لکھا ہے۔ جنہیں بوجہ طوالت ہم یہاں چھوڑتے ہیں۔ ان شہادتوں پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس زمانہ میں کونسی جماعت ہے جو اخلاص و ایثار اور جوش سے خدمت اسلام پر کمربستہ ہے۔ اور کونسی جماعت ہے جو اپنے اموال کو خدا تعالیٰ کے رستے میں اس کے دین کی اشاعت کیلئے صرف کر رہی ہے۔ اور کونسی جماعت ہے جو امانت و دیانت سے کام کر رہی ہے۔ اور کونسی جماعت ہے جو اسوقت دشمنوں کا مقابلہ کر رہی ہے۔ مخالفین احمدیت کی شہادتوں سے صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ احمدیہ جماعت ہے نہ کوئی اور۔ والفضل ما شہدت بہ الاعداء ؛

سو ہمارا قادر خدا ہماری عاجزانہ دعائیں سن لے۔ اور اس قوم کے کان اور دل کھول دے۔ اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ باطل معبودوں کی پرستش دنیا سے اٹھ جائے اور زمین پر تیری پرستش اخلاص سے کی جائے اور زمین تیرے راستباز اور موحد بندوں سے ایسی بھر جائے۔ جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے۔ اور تیرے رسول کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب چھوڑ کر راہ راست پر آجائیں۔ اے خدا ایسا ہی کر جو ہر ایک طاقت اور قوت تجھ کو ہے اے قادر خدا ایسا ہی کر آمین ثم آمین ؛

جلال الدین شمس مولوی فاضل (سیکھوانی)
از قاسم گنج ۲۹ رجنوری ۱۹۲۴ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقصد مذہب

لاہور میں ایک مذہبی کانفرنس کا جلسہ ہوا ہے جس میں مختلف مذاہب کے نمائندے مدعو تھے کہ وہ سٹیج پر آکر اپنی اپنی الہامی کتاب کے رُو سے اس سوال کا جواب دیں۔ کہ مذہب کا مقصد کیا ہے۔ چنانچہ آریہ۔ برہمو۔ عیسائی ہندو۔ اسلام کُل مذاہب کے نمائندوں نے اپنے اپنے مضمون پڑھے از انجملہ اس موضوع پر امیر جماعت احمدیہ لاہور چوہدری ظفراللہ خانصاحب بیرسٹرایٹ لاہور نے بھی ایک مضمون سُنایا جس میں اس سوال کا جواب صرف آیات قرآنی سے دیا گیا۔ اور بتایا کہ مذہب کا مقصد وحشی کو متمدن انسان اور متمدن کو۔ اخلاق فاضلہ سے متصف انسان اور اخلاق فاضلہ سے متصف انسان کو باخدا انسان اور باخدا کو دائمی زندگی پانیوالا انسان بناتا ہے۔ اور یہ مقصد صرف اسلام ہی میں حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ مضمون علیحدہ کتابی صورت میں چھپ گیا ہے۔ ۳ر محصولڈاک بھیجکر تشحیذ قادیان سے منگوالیں۔ ایک روپیہ میں چھ جلدیں۔

مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی مکمل ۳ر مباحثہ سرگودہ ۶ر مباحثہ بمبئی ۱۲ر التشریح الصحیح نزول المسیح ۶ر

اشتہار

کتاب نہج المصلی مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اوّل } ضخامت ۳۰۰ صفحے قیمت مع محصولڈاک ۱ر۔ نہج المصلی۔ اس کتاب کا یہ الہامی نام ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّل و ثانی علیہم السلام کے فتوے بترتیب ابواب فقہ درج ہیں۔ فتویٰ کا حوالہ و ماخذ درج ہے۔ تھوڑے نسخے شائع ہوئے ہیں۔

کتاب اسرار شریعت ہر سہ جلد } ضخامت ۹۰۰ صفحے۔ قیمت مع محصولڈاک ۴ر۔ اس کتاب میں ساری فقہ کے اسرار ترتیب وار بیان کر کے ہر مسئلہ متعلقہ کے بارہ میں آریہ عیسائیوں۔ دہریوں وغیرہ کے اعتراضات کے جوابات مہذبانہ لکھے ہیں۔

اُردو ترجمہ فتوحات مکیّہ } ہر سہ باب کامل ضخامت ۳۵۸ صفحے قیمت مع محصولڈاک ۱۲ر اس کتاب کے مؤلف حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے ساتویں صدی ہجری میں اسلامی فلسفہ و علم تصوف کو زندہ کیا تھا۔ ان کتب مذکورہ بالا کے ملنے کیلئے پتہ ذیل پر درخواست کریں۔ مولوی محمد فضل خان مہتمم کتبخانہ چنگیاں تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی۔ پنجاب

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پانچ تاریخ قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ریویو کی توسیع اشاعت کی تحریک

(اردو) ریویو آف ریلیجنز قادیان کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"میں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردوں

اس وقت توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اس رسالہ کی اعانت و مالی امداد میں جہاں تک

ان سے ممکن ہے۔ اپنی ہمت دکھلاویں"

اور پھر فرماتے ہیں:۔

"اگر اس رسالہ کی اعانت کے لئے اس جماعت سے دس ہزار خریدار اردو یا انگریزی

کا پیدا ہو جائے۔ تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلے گا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنے

والے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں۔ تو اس قدر

کچھ بہت نہیں۔ بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے"

میرے سید و مولیٰ نے جماعت سے دس ہزار خریدار کا مطالبہ اس وقت کیا جبکہ جماعت کی تعداد لاکھ سے زیادہ نہ تھی۔ تو کیا اب چھ سات لاکھ جماعت کی موجودگی میں یہ درخواست کہ کم از کم ایک ہزار خریدار ریویو کو دیا جائے ہاں اس رسالے کے لئے جس میں نہایت تحقیقی و علمی مضامین اسلام و احمدیت کی تائید اور غیر مذاہب کی تردید میں شائع ہوتے ہیں۔ جس میں اسلام کے اندرونی فرقوں پر ان کی غلطیاں واضح کی جاتی ہیں اور اسلام کے دشمنوں پر حجت ملزمہ قائم کرکے صراط مستقیم دکھایا جاتا ہے۔

صحابہ کرامؓ کا نمونہ دکھانے والی قوم کے سامنے کچھ ایسی درخواست ہے جو پوری نہ ہو۔ ہرگز نہیں مجھے یقین رکھنا چاہیئے۔ کہ ایک ہزار خریدار رسالہ ریویو کو ضرور دیا جائیگا کیونکہ موجودہ صورت میں خریداروں کی اتنی کمی ہے کہ خرچ آمد سے زیادہ ہے۔ حالانکہ ریویو آف ریلیجنز کی خاطر حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنا رسالہ تشحیذ الاذہان بند کرادیا۔ تاکہ جماعت کی توجہ بجائے دو رسالوں کے ایک رسالہ کی طرف پوری پوری ہو سکے۔ پس دوست خود خریدار بنیں۔ اور اگر پہلے سے خریدار ہیں تو دوسروں کو خریدار بنائیں۔

قیمت سالانہ صرف تین روپے (للعہ) اور طلباء کیلئے اڑھائی روپے (عہ)

ناظر دعوۃ و تبلیغ۔ قادیان